تعمیرِ حیات لکھنؤ

پندرہ روزہ

نازک امانت

ملتِ ابراہیمیؑ اور دین محمدی کی دعوت کو آج صراحت اور تعین کے ساتھ پیش کرنے کی ضرورت ہے، یہ اس تہذیب کی دعوت ہے جس کی بنا ابراہیم علیہ السلام نے ڈالی ہے۔ اور تکمیل وتجدید حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے۔ اجتماع واخلاق میں اس کے کچھ معین اور خاص اصول ہیں۔ یہ فرد کی حریت اور فلاح کی ضامن ہے۔ چند معین عقائد، معین اصولوں اور معین کرداروں نے اس کو وجود بخشا ہے، یہ ابراہیم علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مشترکہ دعوت اور میراث ہے۔ اور اس کے سوا کوئی تیسری چیز خدا کو قبول نہیں۔

آج مسلمانوں کی قوت ایمانی کا بھی امتحان ہے اور ذہانت کا بھی، اور قوت فیصلہ کا بھی امتحان ہے، اور زندگی کی صلاحیتوں کا بھی، ہم کو ثابت کرنا ہے کہ ہم ایمان کے ساتھ زندہ رہنے کے اہل ہیں یا نہیں۔ ہم جہاں رہیں اس ملک کی خصوصیات اپنے اندر خوشی سے پیدا کریں۔ وہاں کی زبانیں سیکھیں۔ اور بچوں کو پڑھائیں، اپنا حصۂ رسدی حاصل کریں، ملک کے نظم ونسق (ایڈمنسٹریشن) Adminis-Tration میں اپنے شایان شان حصہ لیں، لیکن ساتھ ہی ساتھ داعی بھی رہیں، مومن بھی رہیں، توحید کا اعلان بھی کریں، اور پیغام پہونچانے والے بھی بنیں، خدا کے یہاں ہم سے سوال ہوگا کہ اللہ نے ہم کو سیکڑوں برس اس ملک میں باقی رکھا، لیکن حضرت ابراہیمؑ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت اور آپ کا دین کیوں ہمارے اندر محدود رہا، اس کو پھیلنا اور وسیع ہونا چاہئے تھا۔

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ

(از: مقالات مفکر اسلام ۶۷)

۲۵/جولائی ۲۰۰۲ء | سالانہ ۱۵۰/روپے | فی شمارہ ۷/روپے

Regd. No. LW/NP/63
Fax No. 0522-787310
788376
R.N.I.No.UP.URD./2001/6071
Office Ph.No.787250 (Ext)18
Guest House-323864
Website : - www.nadwatululama.org, Email : - nadwa@sancharnet.in
FORTNIGHTLY Vol. No. : 2 Issue No. 9

TAMEER-E-HAYAT

NADWATUL-ULAMA,LUCKNOW-226 007 (INDIA) Rs 7/-

Mobile: 98390 95795
Phone : 0522-301658

تبلا ونگ

اودھ کی شان اوننگ ★ ٹریکس ★ کھڑکی ★ فلس

المونیم ★ کھڑکی ★ دروازے ★ سلنگ ★ فلورک

ہمارے یہاں ہر قسم کے المونیم اور اوننگ کا کام بہت ہی کفایتی قیمت پر ہوتا ہے۔

ایک بار خدمت کا موقع دیں۔

ایم۔ کے ملک، راج ۳۰۱، راوشال کھنڈ، گومتی نگر، لکھنؤ

Ph.No 260433 - 242946

آپ کی خدمت میں جدید و دلکش سونے چاندی کے زیورات کے لئے

ہمارا نیا شوروم

گھنہ پیلس

حاجی عبدالرؤف خاں، حاجی محمد فہیم خاں، محمد معروف خاں

ایک مینارہ مسجد کے سامنے اکبری گیٹ چوک لکھنؤ

The Fragrance of East

A quarterly English magazine published from Nadwa needs your patronage. Please subscribe it yourself and motivate others also to read it regularly.
Annual subscription is only Rs.100/- which may be sent by M.O. or Bank Draft payable to :-

The secretary
Majlise Sahafat wa Nashriat
C/o Tamir-e-Hayat, Nadwatul Ulama
P.O. Box No.93, Tagore Marg
Lucknow-226 007 (U.P.)

نشکر

شوگر کی کامیاب دوا

• قدرتی جڑی بوٹیوں سے تیار شدہ دوا۔
• پیشاب سے شکر کو ختم کر کے خون میں شکر کو کنٹرول رکھتی ہے۔

HASANI PHARMACY
117/41 Gwynne, Road, Lucknow - 226018 Ph:. 202677

حسنی فارمیسی کی ایجنسی کے لیے رابطہ قائم کریں

لیبل و کیپ پر AFZALS اور MAU CITY دیکھ کر

نورانی تیل خریدیں

درد، زخم، چوٹ، جلنے، کٹنے، کی مشہور دوا

اٹرین کیمیکل کمپنی، مئوناتھ بھنجن (یوپی)

چشمہ ساگر

جاپانی کمپنی کے ذریعہ آنکھوں کی جانچ ہوتی ہے

AUTO REFRCCTO METER AR-860

فوٹو کرانک ہٹو کو میڈیلینس ہٹو ہائی انڈیکس ریزی لینس فینسی پاور دھوپ کے چشموں کا خاص مقام

ایک بار خدمت کا موقع دیں

آپٹیشن اے۔ حسن (علیگ)

شنکر جی کی مورتی کے نزدیک، معتبر گنج، اعظم گڑھ

Printed And Published by *Athar Husain* on behalf of Nadwatul Ulama
at Parekh offsetPressTagore Marg,Lucknow.u.p. Editor: *Shamsul Haq Nadwi*

آخرت سے غفلت

● مولانا محمد الحسنی رحمۃ اللہ علیہ

يَعْلَمُونَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ عَنِ الْآخِرَةِ هُمْ غَافِلُونَ (الروم: ۷)

"دنیاوی زندگی کا بھی صرف ظاہر جانتے ہیں اور آخرت سے وہ بالکل غافل ہیں۔"

قرآن مجید کا اعجاز، کلام الٰہی کی حیثیت سے اس کی ہر آیت، ہر سطر، بلکہ ایک ایک لفظ اور حرف سے نمایاں ہے۔

یہاں ان لوگوں کا ذکر کیا جارہا ہے جن کے متعلق یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ دنیا سے اور حقائق اشیاء سے بہت واقف ہیں، بہت ذی شعور اور بہت ہوشمند ہیں، جہاں دیدہ اور سرد وگرم دیکھے ہوئے ہیں اور دنیا میں کامیاب اور اکثر لوگوں کی نگاہ میں قابل رشک زندگی گذار رہے ہیں، لیکن قرآن مجید چند الفاظ میں ان کا سارا طلسم پاش پاش کر دیتا ہے وہ کہتا ہے کہ یہ لوگ جن کو تم بہت ترقی یافتہ، دانشمند اور آجکل کی اصلاح میں دانشور سمجھ رہے ہو، دنیاوی زندگی کی اصل حقیقت کی ان کو ہوا بھی نہیں لگی، یہ صرف اس کا ظاہر دیکھتے ہیں۔ اور اس کی ظاہری خوشحالی پر ریجھ گئے ہیں۔

جس طرح بچے یا ناسمجھ انسان ظاہری چمک دمک اور زیب وزینت کو للچائی ہوئی نگاہوں سے دیکھتے ہیں اور اس کی حقیقت اور انجام تک ان کی رسائی نہیں ہوتی، وہ یہ نہیں جانتے کہ یہ ایسا رنگ ہے جو شام ہونے سے پہلے اتر جائے گا۔ اور ایسا کھلونا ہے جو دیکھتے دیکھتے ٹوٹ پھوٹ جائے گا۔ اسی طرح یہ فلسفی، سیاستداں، بڑے بڑے کاروباری اور صنعت کار جن کے یہاں سینکڑوں ہزاروں پڑھے لکھے نوکر ہیں، پھر ان کے اثر سے عام لوگ دنیاوی زندگی کا صرف ایک رُخ جانتے ہیں۔ اور جس طرح چاند کا ایک رُخ ہمیشہ چھپا رہتا ہے، اسی طرح اس تصویر کا دوسرا رُخ ان کی نگاہوں سے اوجھل رہتا ہے،

قرآن مجید نے یہ نہیں کہا کہ وہ دنیا کے تو ماہر ہیں، آخرت کو نہیں جانتے، وہ یہ چیلنج دیتا ہے کہ وہ دنیا کی حقیقت بھی نہیں جانتے، اس کی ناپائیداری وبے ثباتی، اس کا تغیر و انقلاب، اس کے اندر کام کرنے والے پس پردہ غیبی اشارے نہ سمجھ میں آنے والے واقعات خوشحالی، بے چینی، ناکام فتوحات، آرام کے باوجود بے آرامی اور وسائل کے باوجود محرومی دولت میں رہتے ہوئے فقر، ایسی تابناک اور بعض وقت المناک حقیقتیں ہیں کہ کوئی ان سے صرف نظر نہیں کرسکتا۔

قرآن مجید دوسری جگہ کہتا ہے کہ:

لِيُعَذِّبَهُم بِهَا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ أَنفُسُهُمْ وَهُمْ كَافِرُونَ (التوبۃ: ۵۵)

(یہ ساری نعمتیں اور سامان عیش اس لئے ان کو دے رکھا ہے) "تاکہ اس کے ذریعہ ان کو عذاب دے اور کفر کی حالت میں ان کی جان نکلے۔"

ان چیزوں کی اصل حقیقتیں تو آخرت میں منکشف ہوں گی، جب یہ مال و دولت کے انبار (جو ظلم وزیادتی کے ساتھ جمع کئے گئے اور ہوس نفسانی کو پورا کرنے اور خدا کی نافرمانی اور بغاوت کے لئے استعمال کئے گئے) ان کے گلے کا طوق بن جائیں گے اور ان کی پیشانیوں اور پہلوؤں کو اس سے داغا جائے گا، لیکن اس دنیا میں بھی اس کی عظمت، بے برکتی، بے آرامی ظاہر ہوتی ہے، اور صاف نظر آتا ہے کہ ان چیزوں میں بجائے خود آرام وسکون پہنچانے کی کوئی صلاحیت نہیں ہے، اگر ایسا ہوتا تو دولت حاصل کرنے کے بعد ہر شخص لازماً خوش رہتا، عہدہ و منصب حاصل کرنے کے بعد ہر شخص مطمئن زندگی گذارتا، لیکن ایسا نہیں ہوتا، اللہ جب چاہتا ہے سارے وسائل واسباب کے موجود ہوتے ہوئے ناکام بنادیتا ہے اور بغیر کسی سبب اور وسیلہ کے کامیاب کرتا ہے، دو آدمی ہیں، ایک غریب و نادار، لیکن خوش ومطمئن، راضی برضا، شاکر وصابر، ایماندار اور محنتی، ایک دولتمند ہے لیکن بے چین، خائف بے آرام، ناشکر گزار، ناراض، بددیانت، یہ وہی دنیا کے ظاہر وباطن کا فرق ہے، ظاہر وہ، جو سبھی سامنے نظر آتا ہے، باطن وہ، جس میں خدا کی غیبی طاقت کام کرتی ہے اس کو حدیث نبوی میں اس طرح ادا کیا گیا ہے۔

"خیر الغنیٰ غنی النفس وخیر الزاد التقویٰ"

یعنی بہترین دولت، دل کی دولت ہے اور بہترین توشہ اور زادِ راہ تقویٰ ہے، خواہ دل کی یہ دولت یعنی اطمینان قلب، شرح صدر،

(باقی صـ ۳۱ پر)

پندرہ روزہ

تعمیر حیات

لکھنؤ

جلد نمبر ۳۹ | ۲۵ر جولائی ۲۰۰۲ء مطابق ۱۴ر جمادی الاول ۱۴۲۳ھ | شمارہ نمبر ۱۸

زیر سرپرستی: حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی ناظم ندوۃ العلماء

زیر نگرانی
مولانا عبداللہ عباس ندوی
معتمد تعلیمات ندوۃ العلماء
پروفیسر وصی احمد صدیقی
معتمد مالیات ندوۃ العلماء

مجلس ادارت
شمس الحق ندوی
(مدیر اعلیٰ)
سید محمود حسن حسنی ندوی
معاون مدیر

مجلس مشاورت
مولانا نذر الحفیظ ندوی
مولانا عبداللہ حسنی ندوی
مولانا محمد خالد ندوی
ڈاکٹر ہارون رشید صدیقی

زرتعاون

سالانہ ---=/۱۵۰ روپے
فی شمارہ ---------=/۷ روپے
بیرونی ممالک فضائی ڈاک
ایشیائی، یورپی، افریقی
وامریکی ممالک.....۳۵ ڈالر
بیرونی ممالک بحری ڈاک
بحری ڈاک جملہ.....۲۰ ڈالر

خط و کتابت کا پتہ

منیجر تعمیر حیات پوسٹ باکس نمبر ۹۳
ندوۃ العلماء، لکھنؤ (۲۲۶۰۰۷) یوپی
ڈرافٹ منیجر تعمیر حیات لکھنؤ کے نام سے بنائیں اور دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر روانہ کریں۔
Website:www.nadwatululama.org
E-mail Adress: nadwa@sancharnet.in
Ph: Office.787250(Ext)18
Guest House.323864

گزارش

خط وکتابت اور منی آرڈر کرتے وقت کوپن (پیغام سلپ) پر خریداری نمبر کے ساتھ مکمل نام وپتہ ضرور لکھیں خریداری نمبر ہر پتہ کی سلپ پر لکھا رہتا ہے اگر آپ جدید خریدار ہیں تو اس کی صراحت ضرور کریں اس سے دفتری کارروائی میں آسانی اور جلدی ہوتی ہے۔ (منیجر)

دائرہ میں سرخ نشان ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس شمارہ پر آپ کا چندہ ختم ہو چکا ہے۔ لہٰذا اگر آپ چاہتے ہیں کہ دین وادب کا یہ خادم ندوۃ العلماء کا ترجمان آپ کی خدمت میں پہنچتا رہے تو سالانہ چندہ مبلغ =/150 روپے بذریعہ منی آرڈر دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر ارسال فرمائیں۔ (منیجر) (مضمون نگار کے خیالات سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں)

پرنٹر پبلشر اطہر حسین نے پاریکھ آفسٹ نیگور مارگ لکھنؤ میں طبع کرا کے دفتر تعمیر حیات مجلس صحافت ونشریات ندوۃ العلماء لکھنؤ سے شائع کیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس شمارے میں

۱	آخرت سے غفلت	مولانا محمد الحسنی رحمۃ اللہ علیہ	۲
۲	فلاح انسانیت کی امین امت (اداریہ)	شمس الحق ندوی	۵
۳	انسانیت کی رہنمائی میں اسلام کا عظیم کردار	حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ	۸
۴	آخری دین اور آخری صحیفہ کا تاریخی کردار	علامہ سید سلیمان ندویؒ	۹
۵	قرآن کی ہدایات	حضرت مولانا سید محمد الحسنی ندوی	۱۱
۶	مال اسلامی شریعت کی نظر میں	حکیم احسن علی خاں ندوی	۱۳
۷	زہد واستغنا کا کوہ گراں	محمد عبدالرشید ندوی	۱۶
۸	مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ مدح و مناقب حضرت عثمان غنیؓ (نظم)	مولانا ماہر القادریؒ	۱۸
۹	حضرت جعفر طیارؓ	مولانا معین الدین ندویؒ	۱۹
۱۰	بیماری سے شفاء	مولانا عبدالکریم پاریکھ	۲۲
۱۱	قوم کی تعمیر کی فکر	مولانا عبدالرحمن نگرامی ندوی	۲۳
۱۲	محاسبہ (نظم)	پروفیسر طفیل احمد مدنی	۲۴
۱۳	نعت پاک	قمر الحفیظ قمر	۲۴
۱۴	غزل	خورشید افسر بسواتی	۲۴
۱۵	سوال وجواب	محمد طارق ندوی	۲۵
۱۶	مدرسہ صولتیہ	مولانا مبارک حسین ندوی	۲۶
۱۷	مولانا محمد لقمان خاں ندوی بھوپالی اللہ کے حضور میں	حافظ انصار بھوپالی	۲۸
۱۸	مطالعہ کی میز پر	محمد شاہد ندوی بارہ بنکوی	۲۹
۱۹	گذار دو رب کی اطاعت میں زندگی اپنی (نظم)	قمر رام نگری	۳۱

شرائط ایجنسی

۱۔ پانچ کاپی سے کم کی ایجنسی جاری نہیں کی جاتی۔

۲۔ فی کاپی Rs. 15/= کے حساب سے زرضمانت روانہ کرنا ضروری ہے۔

۳۔ کمیشن جوابی خط سے معلوم کریں۔

نرخ اشتہار

۱۔ تعمیر حیات کا فی کالم فی سینٹی میٹر اندرونی صفحہ Rs. 40/=

۲۔ تعمیر حیات کا فی کالم فی سینٹی میٹر پشت پر رنگین صفحہ Rs. 50/=

۳۔ کمیشن تعداد اشاعت کے مطابق ہوگا جو آرڈر دینے پر متعین ہوگا۔

۴۔ اشتہار کی نصف رقم پیشگی جمع کرنا ضروری ہے۔

۵۔ انٹرنیٹ اور تعمیر حیات دونوں کا نرخ اشتہار فی کالم فی سینٹی میٹر Rs. 80/=

بیرون ملک کے نمائندے

مدینہ منورہ
Mr. TARIQUE HASAN ASKARI
P.O.Box No. 3040
Mdina Munawwara(K.S.A)

برطانیہ
Dr.M.AKRAM NADWI
Oxford Center for Islamic Studies
George Street
Oxford Ox1 2AR

ساؤتھ افریقہ
Mr.M.YAHYA SALLO NADWI
P.O.Box No.388Vereninging.(S.Africa)

Mr.ABDUL HAI NADWI

قطر
P.O.Box.No.10894, Doha-Qatar

Mr.QARI ABDUL HAMEED NADWI

دبئی
P.O.Box No.12525, Dubai(U.A.E)
Ph:No.3970927

Mr.ATAULLAH

پاکستان
Sector A-50 Near Saui Quater
H.No.109 Town Ship kaurangi
Karachi-31(Pakistan)

Dr.A.M.SIDDQUI

امریکہ
98-Conklin Ave. Woodmere
New York 11598(U.S.A)

اداریہ

شمس الحق ندوی

فلاح انسانیت کی امین امت

سورج کا طلوع وغروب، ستاروں کا نکلنا پھر ڈوب جانا، چاند کی چاندنی کا بساط عالم پر پھیلنا پھر سمٹ جانا اس بات کا کھلا ہوا اعلان ہے کہ اس عالم فانی کے ہر عروج کو زوال اور ہر وجود کو فنا ہے، یہی وجہ ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ان کے عروج اور حسن وتابانی سے ان کی خدائی کا یقین ہونے لگا تو ان کے زوال نے بے تکلف ان کی خدائی کا انکار کرادیا کہ خدا کی ذات کو فنا نہیں۔ فرمایا:-

فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا ۚ قَالَ هٰذَا رَبِّي فَلَمَّا اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ ○ فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّا اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّيْنَ ○ فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّيْ هٰذَآ اَكْبَرُ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ○ (انعام۔۷۷)

جب رات نے ان کو (پردۂ تاریکی سے) ڈھانپ لیا تو (آسمان میں) ایک ستارا نظر پڑا، کہنے لگے یہ میرا پروردگار ہے۔ جب وہ غائب ہوگیا تو کہنے لگے مجھے غائب ہوجانے والے پسند نہیں، پھر جب چاند کو دیکھا کہ چمک رہا ہے تو کہنے لگے یہ میرا پروردگار ہے لیکن جب وہ بھی چھپ گیا تو بول اٹھے کہ اگر میرا پروردگار مجھے سیدھا رستہ نہیں دکھائے گا تو میں ان لوگوں میں ہوجاؤں گا جو بھٹک رہے ہیں پھر جب سورج کو دیکھا کہ جگمگا رہا ہے تو کہنے لگے میرا پروردگار یہ ہے یہ سب سے بڑا ہے، مگر جب وہ بھی غروب ہوگیا تو کہنے لگے، لوگو! جن چیزوں کو تم (خدا کا) شریک بناتے ہو میں ان سے بیزار ہوں۔

اسی طرح سے قوموں کا عروج وزوال ایک قوم کا زوال دوسری کا عروج پھر اس کا زوال اور تیسری کا عروج ایسی مشاہد حقیقت ہے جس کا انکار ممکن نہیں۔ افراد کا عروج وترقی اور پھر زوال وپستی برابر مشاہدہ میں آتا رہتا ہے ایک شخص جس کو ہم نے کل خدم وحشم اور فوج وپولیس کے جلو میں دیکھا تھا اور پورا ملک جیسے اس کا غلام تھا پھر اسی شخص کو ہم دیکھتے ہیں کہ ایک رکشہ والا بھی اس سے تیور بدل کر بات کرتا ہے، خصوصاً یہ سیاسی عروج وزوال تو بہت جلد جلد سامنے آتا رہتا ہے۔ لیکن پھر بھی ہم دیکھتے ہیں کہ اس کی کشش ورعنائی اس کھلے مشاہدہ کے باوجود اس کے حصول کے لئے انسان کو ضمیر فروشی بلکہ دین وعقیدہ اور ملت فروشی تک پر آمادہ کردیتا ہے اور ایک عام انسان کو اس کی روزمرہ کی زندگی میں کاروبار اور لین دین میں فریب ودھوکہ دہی پر آمادہ کرتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ ظاہر ومشاہد کو دیکھتا ہے اسکی کی طرف لپکتا اور بڑھتا ہے، غیر مشاہد وماوراء غیب سے غافل رہتا ہے ظاہر ومشاہد کے ثوق وطلب میں وہ یہ بھول جاتا ہے کہ دنیا کی زندگی فانی وعارضی ہے اور آخرت کی زندگی دائمی اور ہمیشہ رہنے والی ہے۔ قرآن کے الفاظ میں:-

كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطَامًا وَفِى الْآخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ (حدید۔۲۰)

(اس کی مثال ایسی ہے) جیسے بارش کہ (اس سے کھیتی اگتی ہے) منکرین خدا کو کھیتی بھلی لگتی ہے پھر وہ خوب زور پر آتی ہے پھر (اُسے دیکھنے والے) تو اس کو دیکھتا ہے کہ پک کر زرد پڑ جاتی ہے پھر چورا چورا ہو جاتی ہے اور آخرت میں عذاب شدید اور (مومنوں کے لئے) خدا کی طرف سے بخشش اور خوشنودی ہے۔

دنیا کی اسی حقیقت کے پیش نظر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔

اَللّٰهُمَّ لَاعَيْشَ اِلَّاعَيْشَ الْآخِرَةِ

اے اللہ زندگی تو آخرت کی زندگی ہے۔

دنیاوی زندگی کی امیدیں اور حوصلے اس کی حرص ولالچ آخرت کی زندگی سے غافل کردیتی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

ومن احب دنياه اضر بآخرته ومن احب آخرته اضر بدنياه، فآثر مايبقى على الذى يفنى

(جو دنیا کو محبوب رکھتا ہے وہ آخرت کو نقصان پہنچاتا ہے اور جو آخرت کو محبوب رکھتا ہے وہ اپنی دنیا کو نقصان پہنچاتا ہے، اس نے باقی رہنے والی کو فنا ہونے والی پر ترجیح دیا)

خدا کا جو بندہ آخرت کو عزیز رکھتا ہے وہ ہوائے نفس اور دنیا کی اس کشش ورعنائی سے جو آخرت کا گھر ہے، کاش یہ (لوگ) سمجھتے۔

اور دنیا کی حقیقت اس طرح بیان کی:۔

وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ (حدید۔۲۰)

اور دنیا کی زندگی تو متاع فریب ہے۔

خلیفہ مہدی نے حضرت موسیٰ کاظمؒ کو قید کردیا اور وہ جیل کی مشقتوں کو اپنی آخرت سنوارنے کے لئے جھیلتے رہے۔ امام مذکور نے جیل خانہ سے مہدی کو جو خط لکھا وہ ہر ظالم وجابر اور خدا کے قانون کو توڑنے والے کے لئے تازیانۂ عبرت ہے، امام موصوف نے مہدی کو لکھا۔

میری اس آزمائش کا جو دن بھی کٹتا ہے وہ تمہاری عیش وعشرت کا ایک دن اپنے ساتھ کاٹ کر لے جاتا ہے یہاں تک کہ ہم دونوں ایک ایسے دن پہنچ جائیں گے جو کبھی نہ کٹ سکے گا۔

اس وقت دنیا میں خدا بیزار وخدا فراموش قوموں کو جو عروج اور قوت واقتدار حاصل ہے اور اس نشہ میں وہ جس بہمیت ودرندگی کی زندگی گذار رہی ہیں اور کرامت انسانیت کو جس طرح پامال کر رکھا ہے، یہ قومیں اسی زندگی کا نقشہ پیش کر رہی ہیں جس کو قرآن کریم نے

كَسَرَابٍ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَاءً حَتّٰى اِذَا جَاءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْـًٔا وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰهُ حِسَابَهٗ (نور۔۳۹)

جیسے میدان میں ریت کہ پیاسا اسے پانی سمجھے، یہاں تک کہ جب اسکے پاس آئے تو اسے کچھ بھی نہ پائے اور خدا ہی کو اپنے پاس دیکھے تو وہ اس کا حساب پورا پورا چکادے۔

مگر ہم اس کی حقیقت سے ناواقف ہوکر ہوائے نفس کا شکار ہوکر ان قوموں کی زندگی کو للچائی ہوئی نگاہوں سے دیکھتے ہیں اور اس کو اپنانے میں فخر واعزاز محسوس کرتے ہیں اور ان دینی اور اسلامی قدروں کو بھول جاتے ہیں جو زندگی کا یہ رنگ ڈھنگ اپنانے والوں کو۔ اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ کہتی ہیں۔ اس حقیقت کے بعد جس کا قرآن کریم نے اس زور وتاکید سے اعلان کیا ہے، ہم انھیں قوموں کے طرز زندگی اور ان کے اصول وقوانین کو صحیح اور انسانی برادری کے لئے مفید ونافع سمجھیں، کتنی بڑی بھول وناقدری ہے، بلکہ ایمان وعقیدہ سے بغاوت ہے اور اپنی زندگی کو سزاوار عذاب بنانا۔ قرآن کریم نے کتنا کھل کر اعلان کردیا اور منع کیا کہ تم ان خدا کے منکروں کا سہارا نہ لو کہ اس کی پاداش میں جہنم میں جلائے جاؤ۔ فرمایا:۔

وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ (ہود۔۱۱۳)

اور جو لوگ ظالم ہیں ان کی طرف مائل نہ ہونا نہیں تو تمہیں (دوزخ کی) آگ لپٹے گی

اللہ کی ذات غیور ہے وہ اپنے دین کے حاملین اور پیغام رسالت کے امینوں کو جن کے سر پر اس نے خیر امت کا تاج رکھا ہے۔ غیروں کے پس خوردہ کے لئے ہاتھ پھیلانا اور کی کمینے کے دستر خوان پر یتیموں کی طرح کھڑا دیکھنا پسند نہیں فرماتا۔

جب ہم دنیا کی بے ثباتی اور آخرت کے دوام وبقا پر ایمان رکھتے ہیں تو ہماری زندگی میں وہ باتیں کیوں پائی جائیں جو خدا کے باغیوں میں پائی جاتی ہیں، اور ہمیں دنیاوی منافع کیوں خدا کے قانون ورضا کے خلاف کوئی کام کرنے پر آمادہ کریں۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین چیزیں ایسی ہیں کہ وہ جس کے اندر پائی جائیں اس کو ایمان کی مٹھاس (لطف) حاصل ہوگی ایک بات تو یہ کہ اس کو اللہ اور اس کے رسول ہر شئی سے زیادہ محبوب ہوں، دوسری بات یہ کہ آدمی آدمی سے صرف اللہ کے لئے محبت کرے تیسرے یہ کہ کفر کی طرف لوٹنے کو جبکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو کفر سے نجات دیا ایسا ہی ناپسند کرے جیسے آگ میں ڈالے جانے کو حدیث کے الفاظ ہیں: ثلاث من كن فيه وجد حلاوة الايمان :أن يكون الله ورسوله احب إليه مما سواهما، وأن يحب المرء لايحبه إلا لله، وأن يكره أن يعود فى الكفر بعد أن انقذه الله منه كما يكره ان يقذف فى النار (متفق علیہ)

اس حدیث سے صاف واضح ہو جاتا ہے کہ خدا کی منکر اور خدا بیزار قوموں کے طور وطریق، رسوم وعادات، معاشرت اور قوانین، وضابطۂ حیات سے امت مسلمہ کا کبھی بھی سمجھوتہ نہیں ہوسکتا ہے۔ بلکہ یہ حدیث کافرانہ نظام سے نفرت وبیزاری کا سبق دیتی ہے۔ اسلام دین رحمت ہے وہ دنیا وآخرت دونوں جہاں میں انسانیت کا نجات دہندہ ہے اور امت مسلمہ اسی کی داعی اور پوری کائنات کی محتسب ہے پھر وہ کیوں دوسری قوموں کی تہذیب وثقافت اور نظام زندگی کو للچائی ہوئی نگاہ سے دیکھے مگر افسوس کی بات یہ ہے کہ امت کا سواد اعظم آج اسی کا شکار ہے۔

کیا ہم اپنے آپ کو پہچاننے کی فکر کریں گے؟ کیا ہم اپنے کھوئے ہوئے مقام کو پھر سے حاصل کرنیکا عزم کریں گے؟ کیا ہم طوفانوں میں گھری ہوئی کشتی انسانیت کو ساحل سے ہمکنار کرنے کی فکر کریں گے؟ جیسے اس امت کے اولین قافلہ نے کیا تھا۔

مومن جان اور مال

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ۔

ترجمہ:۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے خرید لیا ہے مسلمانوں سے ان کی جانیں اور ان کے مال اس کے بدلہ میں کہ ان کے لیے جنت ہے۔

جان ومال کا سودا جنت کے بدلے میں پہلے ہی ہو چکا ہے۔ اب اگر مال کا نقصان ہوتا ہے یا جان جاتی ہے تو شکوہ کیسا ہوس جنت کے مقابلے میں اور اس سے بڑھ کر خدا کی رضا کے مقابلے میں ہمارے حقیر جان ومال کی کیا قیمت ہوسکتی ہے۔ یہ کوئی معمولی سودا نہیں بہت بڑا سودا ہے، اس میں زیاں کا کوئی سوال اور نقصان کا کوئی امکان نہیں۔

حدیث میں آیا ہے:۔

اَلَا اِنَّ سِلْعَةَ اللّٰهِ غَالِيَةٌ اَلَا اِنَّ سِلْعَةَ اللّٰهِ الْجَنَّةُ۔

یاد رکھو خدا کی پونجی بہت قیمتی ہے، یاد رکھو خدا کی پونجی جنت ہے۔

انسانیت کی رہنمائی میں اسلام کا عظیم کردار

● حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرات! اگر کوئی واجد ہستی ایسی ہے، جس کے متعلق وثوق سے کہا جاسکے کہ اس نے حقیقتاً تاریخ کا رُخ موڑ دیا ہے جس نے انسان کو جہالت کے بجائے علم، فرسودہ روایات کے بجائے تعقل، اور آباء واجداد کے نقش قدم کی کورانہ پیروی کے بجائے عقل وبصیرت، اور فکر وتدبر سے کام لینے کا عادی بنایا ہے تو وہ ذات گرامی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے آپ تاریخ کے اس دوراہے پر نظر آتے ہیں، جہاں سے عقل واستدلال اور توہم پرستی کے راستے جدا ہوتے ہیں، آپ کی تعلیمات نے انسان کو عقل کی روشنی عطا کی اور اس کی مبصرانہ صلاحیتوں کو جلا بخشی۔

اس کی ایک بڑی دلیل یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی پہلی وحی میں خالق کائنات نے نوع بشری کو علم عطا کرنے کے احسان کا ذکر کیا ہے، اور اس تعلم کو اس کا وسیلہ قرار دیا، جس سے علم کا تاریخی سفر وابستہ ہے اور جس سے تصنیف وتعلیم کی عالمگیر تحریک جاری ہوئی، اور علم کی ایک فرد سے دوسرے فرد، ایک قوم سے دوسری قوم، ایک زمانہ سے دوسرے زمانہ اور ایک نسل سے دوسری نسل تک پہونچتا رہا، دنیا میں علم کی اشاعت اور انسانی ضرورت کے مطابق اس کی عمومیت کا فخر اسی کو حاصل ہے اور اس کی گردش وجنبش سے مدارس و جامعات اور علمی اداروں اور کتب خانوں کی دنیا آباد ہے،

جہاں تک بشری قرائن وقیاسات کا تعلق ہے، اس بات کا کوئی تاریخی وعقلی قرینہ نہ تھا کہ پہلی وحی کے ذیل میں "قلم" کا ذکر بھی آسکتا ہے! کیونکہ یہ وحی ایک اُمّی انسان، ایک اَن پڑھ قوم کے درمیان اور ایک پسماندہ علاقہ میں نازل ہو رہی تھی، جہاں وہ پارۂ چوب جس کا نام "قلم" ہے سب سے زیادہ نادر ونایاب شئی کی حیثیت رکھتا تھا۔ اسی لئے عربوں کا لقب ہی اُمّیین" پڑ گیا تھا۔

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ (سورۃ الجمعۃ:۲) وہی تو ہے جس نے لوگوں میں انہیں میں سے ایک پیغمبر بھیجا جو ان کو اللہ کی آیتیں پڑھ کر سُناتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت کی باتیں سکھاتا ہے۔ درآنحالیکہ یہ لوگ پہلے سے کھلی ہوئی گمراہی میں تھے۔

علمی منتشر اکائیوں میں وحدت وربط

علم کے صحیح مقصد کی طرف رہنمائی اور اسے بثبت تعمیری ومفید اور ذریعۂ یقین بنانے کے سلسلہ میں بعثتِ محمدیؐ اور دعوتِ اسلامی کے رول کی اس سے زیادہ اہمیت اور قدر وقیمت ہے جو اس نے علمی تحریک کی فعالیت ووسعت کے سلسلہ میں ادا کیا ہے علم کی کڑیاں بکھری ہوئی بلکہ بسا اوقات متضاد تھیں، علم طبیعات وحکمت دین سے برسرپیکار تھے حتیٰ کہ ریاضی وطب جیسے معصوم علم کے ماہرین بھی بعض اوقات سلبی والحادی نتیجے نکالتے تھے، چنانچہ یونان کے علماء (جنہوں نے کئی صدیوں تک فلسفہ وریاضیات میں اپنا امتیاز قائم رکھا تھا) یا تو مشرک تھے یا ملحد تھے، اور یونان کے علوم اور مدارسِ فکر، دین کے لئے خطرہ اور ملحدین کے لئے سند اور نمونہ بنے ہوئے تھے، اس صورت حال میں یہ اسلام کا بڑا احسان تھا کہ اس نے ایسی وحدت قائم کی جو تمام علمی اکائیوں کو مربوط کر دیتی تھی اور اس کے لئے ایسا کرنا اس لئے آسان ہوسکا کہ اس کا علمی سفر صحیح نقطۂ آغاز (STARTING POINT) سے ہوا تھا، اس نے اللہ پر ایمان، اس سے مدد طلبی اور اس پر اعتماد کے ذریعہ اور "اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ" کی تعمیل میں شروع کیا تھا اور آغاز کی صحت اکثر اوقات انجام کی صحت وخیریت کی ضمانت ہوجاتی ہے اسلام نے قرآن وایمان کے فیض وفضل سے ایسی وحدت کا انکشاف کیا جو تمام وحدتوں کو مربوط کر دیتی ہے، اور وہ وحدت اللہ تبارک وتعالیٰ کی معرفت ہے جس کے بارے میں اللہ نے اپنے مومن بندوں کی تعریف کی ہے: وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَٰذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (سورۂ آل عمران: ۱۹۱) اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے رہتے ہیں (کہتے ہیں) پروردگار! تو نے یہ (سب) لایعنی نہیں پیدا کیا ہے، تو پاک ہے، سو محفوظ رکھ ہم کو دوزخ کے عذاب سے۔

آخری دین اور آخری صحیفہ کا تاریخی کردار

● علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ

دنیا کے ہر پیغمبر نے اپنی امت کے سامنے حیرت انگیز معجزے پیش کئے ہیں، حضرت نوحؑ کی دعا نے عالم کو غرقاب کر دیا، حضرت شعیبؑ اور حضرت لوطؑ کی دعاؤں نے آتش فشاں پہاڑوں کے دہانوں سے آگ برسائی، حضرت موسیٰؑ کے معجزہ نے فرعون کو بحر احمر کا طعمہ بنا دیا، عصائے موسیٰؑ کی کارفرمائی نے چٹانوں کی چھاتی سے پانی کا دودھ بہایا۔ اور بحر احمر کے دو ٹکڑے کر دیئے دم عیسیٰؑ نے جنم کے اندھوں کو بینا اور کوڑھیوں کو چنگا کیا، فرشِ موت کے سونے والوں کو جگایا اور قبر کے مردوں کو باذن اللہ کہہ کر جلایا۔

یہ واقعات دنیا میں پیش آئے اور ختم ہوگئے برق کا شرارہ تھا جو دم کے دم میں چمکا، اور بجھ گیا، لیکن ایک پیغمبر ایسا بھی آیا جس کے حیرت انگیز معجزے قوموں کو ہلاک کرنے کے بجائے ان کو جاں تازہ بخشی، پتھر دلوں کو موم، عقل کے اندھوں کو بینا اور بنی آدم کی جمعیت کو غفلت وبے ہوشی کی نیند سے جگا کر ہشیار اور کفر وشرک کی ہلاکت سے بچا کر زندہ کیا، یہ حیرت انگیز واقعہ بجلی کی چمک کی طرح دفعتاً ظاہر ہو کر غائب نہیں ہوگیا، ید بیضاء، عصائے موسیٰؑ اور دم عیسیٰؑ کی طرح اپنے مکان اور وقوع میں فلسفیانہ دقیقہ سنجیوں اور عقلی نکتہ سنجیوں کا محتاج نہیں، بلکہ روز روشن کی طرح واقعہ کی صورت میں ظاہر ہوا۔ اور ہزار سال تک ممتد ومتواتر واقعیت بن کر دنیا اور اہلِ دنیا کے سامنے جلوہ گر رہا۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری دین اور آخری صحیفہ لے کر اور نبوت کی عمارت کی آخری اینٹ بن کر اس دنیا میں تشریف لائے۔ آپؐ کے بعد نہ کوئی نیا دین آنے والا نہ کوئی نئی کتاب اترنے والی، اور نہ کوئی نئی نبوت مبعوث ہونے والی تھی۔ اس لئے ضرورت تھی، کہ دوسرے انبیاء علیہم السلام کی طرح آپؐ کا خاص معجزہ وقتی اور عارضی نہ ہو۔ بلکہ جب تک اس دنیا میں آپؐ کی نبوت کا نور چمکتا رہے، اُس کی روشنی بھی قائم رہے، چنانچہ وقتی اور عارضی معجزوں کے علاوہ آپؐ کو ایک ایسا خاص معجزہ بخشا گیا، جو قیام قیامت تک قائم اور باقی رہنے والا ہے، قرآن نے تحدی کی، کہ میں رسول وپیغمبر کی صداقت کی گواہی ہوں، جن وانس مل کر بھی چاہیں تو مجھ جیسی کتاب بلکہ مجھ جیسی کتاب کی ایک سورہ بلکہ ایک آیت بھی بنا کر پیش نہیں کر سکتے۔ اس اعلان پر پوری چودہ صدیاں گذر چکی ہیں، مگر اب تک فضائے بسیط کے ہر گوشہ میں اس کے جواب میں خاموشی چھائی ہے۔

یہاں بھی عقل وفلسفہ کی منطقیانہ نکتہ آرائیوں سے بچ کر تاریخ کے آئینہ میں واقعیت کا چہرہ دیکھیں، قرآن پاک دنیا کی سب سے تاریک سرزمین میں، سب سے جاہل قوم پر اترا جو علم وتمدن سے عاری، دولت وثروت سے خالی، سامان واسلحہ سے محروم اور ہر قسم کی دنیاوی اور مادی طاقت سے تہی تھی، یہ قرآن نے تیرہ برس تک کبھی پہاڑوں کے غاروں سے اور کبھی پہاڑوں کی چٹانوں سے انسانیت کو آوازیں دیں، اس طویل مدت میں اس کی پکار کے جواب میں سب وشتم، سنگریزے اور پتھر، تیر وتبر اور تیغ وخنجر کی بارش ہوتی رہی لیکن جونہی کہ چودھویں برس کا چاند طلوع ہوا۔ اس کی روشنی ماہ وشب چہار دہم بن کر نمودار ہوئی اور چند سال کے عرصہ میں دیکھا تو عرب کا گوشہ گوشہ بقعۂ نور بن گیا،

قرآن کا سب سے بڑا تاریخی معجزہ ہے کہ ۲۳ برس کی تعلیم میں ایک اَن پڑھ اور جاہل قوم کو عالم ترین اور متمدن ترین قوم بنا دیا جس کی عظمت نے دنیائے قدیم کے دونوں بازو قیصر وکسریٰ کو توڑ دیا، چالیس برس کی مدت میں جب خلافتِ راشدہ کا دور ختم ہوا، قرآن کے ماننے والوں نے جو بحر ہند کے دہانہ سے لے کر بحر انطلانتک کے ساحل تک پھیلے ہوئے تھے، دنیا کی کایا پلٹ دی، تاریکی کی جگہ نور، جہالت کے بدلہ علم، شرک وکفر کے بجائے خدا پرستی آئی، دنیا کی سب سے غریب ومفلس قوم سب سے بڑی دولت مند اور سب سے نادان وجاہل وحشی قوم سب سے بڑی عالم وعلم پرور اور متمدن ہوگئی، دنیا کی سب سے ضعیف وکمزور قوم سب سے قوی اور سب پر غالب ہوگئی وہ قوم جس کو دنیا میں کبھی سیاسی عزت وجاہ وجلال نصیب نہیں ہوا تھا۔ اُس نے دنیا کی شہنشاہی کا تاج اپنے سر پر رکھا،

عرب وعجم، ترک وتیلم، حبش وزنگ، ہندو سندھ جس نے بھی قرآن کو اپنے سینہ سے لگایا، اس نے فتح وظفر کا پرچم ہاتھ میں لیا، تختِ شاہی اپنے دونوں پاؤں کے نیچے بچھایا، اور حکومت کا تاج اپنے فرقِ شاہی پر رکھا، عربوں کی کیا بساط تھی،

دیلم کو کون جانتا تھا، سلجوق سے کون واقف تھا، غور و خلج و قفلق کس شمار میں تھے، کرد کس گنتی میں تھے، خوارزمشاہی، اتابکی اور مصر کے بحری ممالیک اور ہندوستان کے ترکی غلاموں کی حیثیت کیا تھی، اور مٹھی بھر آوارہ گرد ترک قبیلہ کا سردار عثمان خاں جس کی اولاد نے یورپ، ایشیا اور افریقہ دنیا کے تین براعظموں پر چھ سو برس تک حکومت کی، اسلام سے پہلے کیا تھا۔ مگر جب انھوں نے اپنی عقیدت کا سر قرآن کے آگے جھکایا تو دنیا کی شہنشاہیوں نے ان کے آگے اپنی گردنیں جھکا دیں،

عرب کا تمدن کیا تھا۔ افریقہ کے وحشیوں کا رتبہ کیا تھا۔ بربر کی بربریت کی داستانوں سے کون آگاہ نہ تھا ترک و تاتار کی درندگی کے واقعات سے کس کے کان آشنا نہ تھے، مگر دیکھو کہ جب قرآن نے ان کے سر پر سایہ ڈالا، تو انہی کے ہاتھوں سے عظیم الشان سلطنتوں کی بنیادیں پڑیں۔ بڑے بڑے متمدن شہر آباد ہوئے، علوم و فنون کی درسگاہیں کھلیں، اور تمدن و تہذیب کے نقش و نگار اور آثار نمودار ہونے لگے، فلسفہ و عقل کی جلوہ آرائی ہوئی، علم و فن نے ترقی کی، بیسیوں نئے علوم اختراع ہوئے، پچھلے علوم نے رونقِ تازہ پائی اور ان کی بری اور بحری تجارتوں نے دنیا کی منڈیوں پر قبضہ کر لیا۔

ان سب ماوراء مادہ و مادیات سے ہٹ کر انسانی اخلاق و آداب نے اسی قرآن کی تعلیم و ہدایت سے تکمیل کا درجہ پایا، عدل و انصاف اور اخوت و مساوات کے سبق از بر ہوئے اور اہل جہاں کی آنکھوں کو وہ منظر دکھا دیا، جس کو آغازِ آفرینش سے آج تک انھوں نے کبھی نہیں دیکھا تھا مغرب کی قوموں کو مشرق سے اور مشرق کی بستیوں کو مغرب سے ملا دیا، اور حسب و نسب، قومیت و وطن، پستی و بلندی اور شاہی و گدائی کے ہر قسم کے نشیب و فراز کو مٹا کر قرآن والوں کو ایک برادری اور واحد قومیت پیدا کر دی، جس کا وطن دنیا کا ہر ملک اور جس کا مسکن دنیا کا ہر گوشہ تھا۔

باطل پرستی کے ہر طلسم کو توڑ دیا، بتوں کے ہیکل مسمار کر دیئے، ستارہ پرستی کا چراغ گل کر دیا انسانی جانوں کی قربانی موقف کر دی، دختر کشی کی رسم کو بیخ و بن سے اکھاڑ کر پھینک دیا، عورتوں کو عزت، غلاموں کو آزادی اور غریبوں کو بشارت دی اور سب کے لئے صرف ایک ایمان اور عملِ صالح کو ہر قسم کی ترقیوں اور سعادتوں کا زینہ بنایا، اور بتایا کہ انسانی سعادت کی شاہراہ غاروں، خلوتوں اور پہاڑوں سے ہو کر نہیں گذری ہے بلکہ شہروں، بازاروں مجمعوں اور انسانی بھیڑ بھاڑ کے اندر سے گذری ہے حق کی نصرت انسانوں کی بھلائی، یتیموں کی سرپرستی، غریبوں کی امداد، گرتوں کی دستگیری، مظلوموں کی فریادرسی اور غلاموں کی آزادی ہی نیکیوں کی جڑیں ہیں، اور اس راہ میں ہر قسم کی جدوجہد، زحمت کشی و محنت اور ایثار و قربانی اصلی نفس کشی و ریاضت ہے،

اور سب کے آخر میں اور سب سے بڑھ کر اس نے مسلمانوں کو اللہ کے ایک آستانۂ قدس کے سوا دنیاوی قوت کے ہر آستانہ سے بے نیاز کر دیا، خدائے قادر کی قدرت کے سوا ہر قدرت سے وہ بے نیاز اور ہر قوت سے وہ بے پرواہ ہو گئے، انھوں نے فرعونوں کو دریا میں ڈھکیل دیا۔ نمرودوں کے تخت الٹ دیئے، ہامانیوں کی سلطنتیں چھین لیں اور شدادیوں کی بہشت پر قبضہ کر لیا۔ اور یہ سب کچھ اس لئے وہ کر سکے، کہ انھوں نے ان سب جھمیلوں کے ساتھ ہر رشتۂ محبت کو توڑ کر صرف خدا سے اپنا رشتہ جوڑا تھا، ان کے ہر عمل کی غایت اللہ کی خوشنودی اور رضامندی تھی۔ تو اللہ بھی ان سے خوش ہوا۔ اور اپنی خوشنودی کا ہر خزانہ ان کے لئے کھول دیا۔

قرآن نے اللہ والوں کی جماعت پیدا کی جو اللہ ہی کے لئے مرتی اور چھوڑتی تھی، اللہ ہی کے لئے دیتی اور لیتی تھی، اور اسی کے لئے جیتی اور مرتی تھی۔

مسلمانو! ربانی قوت کا یہ سرمایہ اب بھی تمہارے پاس ہے، اور اللہ کے اس خزانۂ رحمت کی کنجی اب بھی تمہارے ہاتھوں میں ہے، ہمت کرو، اور ادب سے اس کے اوراق کو کھولو، اس کے معنوں کو سمجھو اور اس کی باتوں پر یقین کرو اور اس کے حکموں کو مانو اور عمل کرو، پھر دیکھو کہ تم کہاں سے کہاں پہونچتے ہو۔

والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

(ماخوذ از: — مقالات سلیمانی جلد سوم)

ھندی زبان میں ماھنامہ

سچا راہی

سچا راہی

(ماسک)

سماجی ۔ ادبی ۔ دینی ۔ اور تاریخی مضامین پر مشتمل

پیام انسانیت اور قومی اتحاد کا علم بردار

ملنے کا پتہ

معرفت دفتر تعمیر حیات پوسٹ بکس ۹۳ ندوۃ العلماء لکھنؤ

قیمت فی شمارہ Rs. 9/= اعزازی چندہ Rs. 500/=

سالانہ چندہ Rs. 100/=

نوٹ:-

چیک یا ڈرافٹ "سچا راہی" لکھنؤ کے نام سے ارسال کریں۔

قرآن کی ہدایات

تحریر: حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی — ترجمہ:- مولانا سید صہیب حسنی ندوی

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ فَمَنْ اُوْتِيَ كِتَابَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَاُولٰٓئِكَ يَقْرَءُوْنَ كِتَابَهُمْ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا۔

(جس دن کہ ہم لوگوں کو ان کے پیشواؤں کے ساتھ بلائیں گے تو جس کو داہنے ہاتھ میں اعمال نامہ دیا گیا تو یہی لوگ اپنے اعمال نامہ کو پڑھتے ہوں گے اور ذرا برابر بھی ان پر ظلم و زیادتی نہیں کی جائے گی)۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ ان آیات محکمات میں یہ بیان کر رہا ہے کہ جب قیامت قائم ہوگی اور لوگ رب العالمین کے حضور میں جمع ہوں گے، تو یہ جمع ہونے والے الگ الگ ٹولیوں اور جماعتوں میں بٹ جائیں گے اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہر ٹولی اور جماعت کو اس کے مقتدا اور قائد کے ساتھ طلب کرے گا، اور نیک بختوں اور بد بختوں کے درمیان دائیں ہاتھ اور بائیں ہاتھ میں اعمال نامہ دے کر امتیاز کر دے گا۔ تو جن کو دائیں ہاتھ میں اعمال نامہ دیا جائے گا۔ وہی لوگ حقیقت میں کامیاب و کامران ہوں گے، اور یہ لوگ رب کریم کی طرف سے پورا پورا بدلہ پائیں گے اور ہر طرح کے ثوابِ انعام کے مستحق بنیں گے۔ اور جو لوگ ٹوٹے اور گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں وہ اپنی اس گمراہی اور اندھے پن میں بڑھتے ہی جائیں گے، اس لئے کہ وہ دنیا میں حق سے اندھے بن بیٹھے تھے تو آخرت میں بھی جنت میں پہونچنے سے اندھے ہو جائیں گے اور نیک بختی و سعادت اور خیر کے راستے سے دور سخت گمراہی و ضلال اور حیرانی و پریشانی میں ہوں گے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

مَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا۔

(جو دنیاوی زندگی میں اندھا بن بیٹھا تھا تو وہ آخرت میں بھی اندھا رہے گا۔ اور صراط مستقیم سے دور جا پڑے گا۔

گمراہوں اور کافروں کے تذکرہ کے ساتھ یہ بھی ذکر کیا ہے کہ یہ کافر و منافق اپنی گمراہی و ضلال اور کفر ہی پر بس نہیں کرتے بلکہ اپنی ساری قوتیں اور کوششیں صرف کر رہے ہیں کہ کسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دھوکہ دے دیں اور ان کو فتنہ میں ڈال دیں، اور اس کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو نازل کیا ہے اس کی فضیلت گھٹا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت اس پر ثابت کر دیں بغرض محال اگر یہ فتنہ اپنے مقصد کو پالے تو اللہ تعالیٰ نے اس فتنہ کا بدترین انجام ان الفاظ میں ذکر کیا ہے۔

"اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ۔

لیکن اللہ تعالیٰ اپنے حبیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر احسانات کی بارش کرتا رہا اور کافروں کے ہر طرح کے شر و فتن اور سازشوں سے آپ کی حفاظت کرتا رہا۔ اور دشمن کے چنگل سے مامون رکھا، اگر اللہ تعالیٰ کا اپنے حبیب پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یہ رویہ نہ ہوتا اور اس کا فضل شاملِ حال نہ ہوتا تو اس کا اندیشہ تھا کہ فتنہ اثر انداز ہو جاتا۔ اللہ تعالیٰ نے منکروں اور مفسدوں کی فاسد اسکیموں کی نشاندہی کی اور یہ ذکر کیا کہ کافر اس جد و جہد اور کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت سے سخت تکلیفیں پہنچائیں۔ اس طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ گھر سے بے گھر اور جلاوطن کر دیں۔ اگر وہ لوگ ایسا کر بیٹھتے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے حبیبؐ کے حق میں غیبی مدد آجاتی اور ان کافروں اور مفسدوں کی سخت سے سخت گرفت ہوتی کیونکہ اللہ تعالیٰ کی یہ سنت پچھلی قوموں کے ساتھ چلی آرہی ہے، یعنی اگر کوئی قوم اس پر تل گئی کہ نبی کی نہیں ماننا ہے تو اللہ تعالیٰ کی سنت وہی ہے کہ اس کو اللہ تعالیٰ تہس نہس اور برباد کر دیتا ہے یہ اٹل فیصلہ ہے جس میں تبدیلی اور کتر بیونت نہیں پاؤ گے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز قائم کرنے اور مختلف اوقات میں مثلاً زوال شمس سے لے کر رات کی تاریکی کے پھیلنے تک اور درمیانی رات میں عبادت کرنے کا حکم کر رہا ہے اور فجر کے وقت میں عبادت کرنے کو زور دے کر بیان کر رہا ہے، اس لئے کہ یہ ایسا وقت ہے جس میں فرشتوں کا جمگھٹا ہوتا ہے اس آیت "اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا" میں اسی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور اس وقت میں تاکید اور زور دے کر عبادت کا حکم دیا گیا ہے تاکہ فضل و کرم اور خیر میں زیادتی ہو اور اس سے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو وہ مقام عالی حاصل ہو جس کو اللہ تعالیٰ نے "مَقَامًا مَّحْمُوْدًا"

کہہ کر ذکر کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا۔

(رات کے کسی حصہ میں تہجد پڑھ لیا کیجئے اور یہ آپ کے لئے زیادتی ہے۔ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو مقام محمود تک پہونچادے)

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا بھی حکم دیا کہ وقتاً فوقتاً دعا کرتے رہا کریں اور داخل ہوتے وقت اور نکلتے وقت اپنے پروردگار سے خیر کے طالب رہیں اور اس کی دعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو قوت وغلبہ اور عزت وشوکت نصیب کرے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی اس خصوصی توجہ اور نظر کرم ہی نے جو کہ آپ کے ساتھ زندگی کے ہر گوشے اور زندگی کے ہر نشیب وفراز میں وابستہ رہی۔ آپ کو حق کا آواز بلند کرنے اور حق کی نشر واشاعت کرنے اور باطل طاقتوں سے نبرد آزمائی میں ہمیشہ حفاظت اور مدد کا ردل ادا کیا، اور باطل کے اندر اتنی بھی سکت باقی نہیں رہی کہ وہ اس دعوت حق کے سامنے ٹک سکے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کی خصوصی توجہ اور نظر کرم کے ساتھ شروع کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاکؐ کو اس کا صریح حکم کر دیا کہ وہ اس کا اعلان کر دیں کہ حق ہی غالب آکر رہے گا۔ اور باطل تہس نہس اور مٹ کر رہ جائے گا۔ ارشاد خداوندی ہے:

"اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا"

اس قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پاک حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا تاکہ دلوں کے درد کا درماں ہو اور دلوں کی بیماریوں کو دور کیا جائے۔ اور یہی قرآن کریم ان لوگوں کے لئے جو اس پر ایمان لاتے ہیں مژدۂ حیات اور نعمت ورحمت کا پیغام ہو جائے اور یہی قرآن کریم ان لوگوں کے لئے جو کفر اور نافرمانی پر تلے ہوئے ہیں۔ ان کے لئے بدبختی وشقاوت اور خسارہ وٹوٹے میں زیادتی کا سبب بن جائے یہ اس وجہ سے کہ ان لوگوں نے قرآن کریم سے روگردانی کی اور اپنی آنکھوں کو اس سے پھیر لیا اور یہ اس بات کی بولتی بالتی دلیل ہے کہ وہ اپنی ہی حماقت وبے توفیقی اور مفاہمت سے اپنے کو نقصان پہونچاتے رہے۔

انسان کا معاملہ بھی عجیب وغریب ہے جب اس کو نعمت وسرور حاصل ہوتا ہے تو اپنے رب کو بھول بیٹھتا ہے اور اس سے منہ پھیر لیتا ہے اور اس حالت میں بہت ہی کم رجوع کرتا ہے لیکن جب اس کو گزند اور تکلیف پہنچتی ہے، تو مایوس اور رب العالمین کی رحمتوں اور نوازشوں سے ناامید ہو کر بیٹھ رہتا ہے۔

انسان اسی ڈھنگ اور طریقہ پر زندگی گذارتا رہتا ہے اور اپنی مستی میں سرشار رہتا ہے، رب العالمین بھی خوب جانتا ہے کہ کون گمراہ ہے اور کون ہدایت یافتہ۔ قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا۔

سلام

حضرت ابوایوب انصاریؓ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی شخص کے لئے یہ بات حلال نہیں کہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق کر دے اس طرح سے کہ دونوں ملیں اور یہ اُدھر منہ پھیر لے اور وہ اُدھر کو منہ پھیر لے اور ان دونوں میں اچھا وہ شخص ہے جو پہلے سلام کرے۔ (بخاری ومسلم)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حالاتِ زندگی

سیرت الصدیق

انبیاء کے بعد سب سے بہتر انسان اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حالات زندگی، کارنامے، فضائل ومناقب اور ان کی اسلامی خدمات

از: مولانا حبیب الرحمن خاں شیروانی (صدر یار جنگ)

ہر شخص کے پڑھنے کے لائق کتاب، پڑھئے اور ایمان تازہ کیجئے

خوبصورت کتابت وطباعت، قیمت =/25 علاوہ ڈاک۔

نورالایمان: از مولانا حکیم سید عبدالحی حسنی،

بچوں کے لئے اسلامی عقائد، سیرت طیبہ کا بیان سوال وجواب کے انداز میں، آسان زبان، قیمت =/6 علاوہ ڈاک

ناشر:

مکتبۂ اسلام ۵۴/۷۲ محمد علی لین گوئن روڈ لکھنؤ (یو۔پی)

مال.... اسلامی شریعت کی نظر میں

• حکیم احسن علی خاں ندوی، دارالعلوم تاج المساجد بھوپال

قرآنی آیات اور اسلامی تعلیمات کی رو سے مال ودولت کا اصل مالک اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہے اور انسان اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ اس مال کا نگراں وخلیفہ ہے اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو انفاق وخرچ پر ابھارتے ہوئے فرمایا "وَّاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اٰتٰىكُمْ" اور تم ان کو اللہ تعالیٰ کے مال میں سے دو جو تم کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے۔

ایک دوسری آیت میں ارشاد فرمایا کہ:

فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى وَاَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى

سو جس نے دیا اور ڈرتا رہا اور بھلی بات کو اس نے سچ جانا ہم اس کو آہستہ آہستہ آسانی میں پہونچادیں گے۔ اور جس نے بخل کیا اور بے پرواہ رہا اور بھلی بات کو جھوٹ جانا ہم اس کو دھیرے دھیرے سختی میں پہونچا دیں گے۔

آیت کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ مال کو نیک واچھے راستہ میں خرچ کیا اور دل میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہا کہ کہیں اللہ تعالیٰ کا یہ مال غلط جگہ نہ خرچ ہو جائے۔ اور اسلامی شریعت کو اچھی وپاکیزہ تعلیمات کو سچ سمجھا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم ایسے شخص کے لئے نیکی وبھلائی کا راستہ آسان کر دیں گے اور اس کو راحت وآرام کے مقام "جنت" میں پہونچادیں گے۔ لیکن جس نے بخل کیا اور اپنے مال کو اللہ کے راستہ میں خرچ نہیں کیا اور بے پرواہی کی راہ اختیار کی اور شرعی احکام کی تکذیب کی اور انھیں جھوٹ جانا وہ آہستہ آہستہ انتہائی سختی یعنی دوزخ کا ایندھن بنادیا جائے گا۔

مذکورہ دونوں آیتیں اس بات کی تاکید کرتی ہیں کہ "مال" اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے، وہی اس کا مالک حقیقی ہے اور انسان اس مالک حقیقی کا وکیل ونائب ہے، اور اس کی نیابت ووکالت یہ ہے کہ جو مال اس کو عطا کیا گیا ہے اسے وہ شریعت کے بتلائے ہوئے طریقہ، اور شرعی حدود وقیود کے ساتھ خرچ کرے، اللہ تعالیٰ نے خرچ کے نیک وبد دونوں راستوں کی نشاندہی کر دی۔ اب بندہ اپنے ارادہ واختیار سے جس راستہ کو اختیار کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے وہی راستہ آسان فرمادیں گے۔

قرآن کریم میں جتنی بھی ایسی آیتیں ہیں جن سے مال کی ملکیت انسان کے لئے ثابت ہوتی ہے تو یہ وہی وکالت والی نسبت ہے جن سے بظاہر تو تملیک کا پتہ چلتا ہے، لیکن جب دوسری آیات کے ساتھ موازنہ کر کے دیکھا جاتا ہے تو پھر وکالت وتفویض کے معانی روز روشن کی طرح اجاگر ہو کر سامنے آجاتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے محاسبہ اور پکڑ سے ملکیت کی کلیتاً نفی ہو جاتی ہے،

اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ وہ افعال جو کسی انسان کی ملکیت ہوتے ہیں یا جن کا اس کو مالک سمجھا جاتا ہے وہ مالک حقیقی کی طرف سے لگائی گئی پابندیوں کے ساتھ مقید ہوتے ہیں، انسان کی ملکیت یا وکالت اس وقت باقی رہتی ہے یا ان اموال میں اپنے اختیار سے تصرف کرنے کا حق اس وقت تک باقی رہتا ہے جب تک کہ اُسے ان سے استفادہ کرنے کی مقدرت ہو رہتی ہے کیونکہ انسان کو ایک نہ ایک دن موت کو گلے لگانا ہے، یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کا انکار ممکن نہیں، انسان مالک حقیقی کی طرح ہمیشہ باقی رہنے والا نہیں۔ اس لئے جب وہ مرتا ہے تو مرکر صفر الیدین خالی ہاتھ واپس جاتا ہے جیسا کہ آیا تھا۔ ہاں اگر کچھ لے جاتا ہے تو وہ خیر وشر وہ اعمال ہوتے ہیں جو اس نے زندگی میں کئے تھے۔

اللہ تعالیٰ کی ملکیت کا یہ مطلب نہیں ہے کہ انسان نے اللہ تعالیٰ کے بتلائے ہوئے طریقے اور اس کی عطا کردہ قدرت کے ذریعہ محنت ومشقت کے ذریعہ جو مال کمایا اُسے اُس سے محروم کر دیا جائے کیونکہ یہ دنیا میں رائج خداوندی طریقہ کے بالکل منافی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی ملکیت کا مطلب یہ ہے کہ انسان کو مسلسل یہ یاد دلایا جاتا رہے کہ اس دنیاوی زندگی کے خاتمہ کے بعد اس کو جس دوسری زندگی میں جانا ہے، وہاں اس سے اس مال کے بارے میں سوال ہوگا کہ اس نے اس مال کو کس طرح کمایا اور کہاں اُسے

خرچ کیا۔ ارشاد خداوندی ہے۔

فَوَرَبِّكَ لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ (الحجر-۹۳)

"قسم ہے تیرے پالنے والے کی، ہم ان سب سے ضرور باز پرس کریں گے ہر اس چیز کی جو وہ کرتے تھے"

قرآن مجید میں وارد مال اس کی ملکیت سے متعلق جتنی بھی آیات ہیں اگر ان پر غور و خوض کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ قرآن نے مال کے خرچ کے بارے میں انسانیت کی ایسی رہنمائی کی ہے کہ مال میں پاکیزہ طریقہ کے ساتھ بڑھوتری ہوتی رہے تاکہ انسانی معاشرہ نفع حاصل کرتا رہے انسان کو جو مال عطا کیا گیا ہے اس کے بارے میں یہی سوال ہوگا کہ آیا اس کو شرعی طریقہ سے کمایا اور خرچ کیا گیا یا نہیں! کسی انسان کو یہ حق نہیں دیا گیا کہ وہ جس طرح چاہے مال کمائے یا خرچ کرے۔ بلکہ قرآن کو ماننے والے اور اسلامی شریعت کو تسلیم کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ قرآنی تعلیمات اور شرعی توجیہات کی روشنی میں اپنے مال میں تصرف کرے۔

مال کی اہمیت اور انسانی زندگی میں اس کی ضرورت کو پیش نظر رکھتے ہوئے قرآن میں اُسے "اللہ کا مال" کہا گیا' اور انسان کو اس مال کا خلیفہ یا نگران بنایا گیا۔ اور اس کے خرچ کرنے کے طریقوں کی نشاندہی کی گئی۔ اور یہاں تک کہا گیا کہ اگر کسی میں مال کو اس کے شرعی طریقہ پر استعمال کی قدرت نہ ہو تو باوجود ملکیت کے اس کو اس کا مال نہیں دیا جائے گا۔ ارشاد ہے۔

وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ قِيَامًا (النساء ۵)

بے عقل لوگوں کو اپنا مال نہ دے دو، جس مال کو اللہ تعالیٰ نے تمہاری گذران کے قائم رکھنے کا ذریعہ بنایا ہے۔

اور ارشاد ہے۔

وَابْتَلُوا الْيَتَامَىٰ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ فَإِنْ آنَسْتُم مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوا إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ

اور یتیموں کو ان کے بالغ ہو جانے تک سدھارتے اور آزماتے رہو، پھر اگر تم ان میں ہوشیاری اور حسن تدبیر پاؤ تو انہیں ان کے مال سونپ دو۔ (سورۂ نساء: ۶)

مال کی اہمیت اور انسان کی معاش میں اس کا جو اہم ترین درجہ ہے اس کے پیش نظر قرآن نے اس کی حفاظت اور حفاظت کے ساتھ شرعی احکام کے مطابق اس کے خرچ کا داعیہ انسانی قلوب میں پیدا کیا ہے۔

پہلی آیت میں بتایا کہ بیوقوف اور کم عقل کو مال نہ دیدو، جب اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے لئے سامان معیشت بتایا ہے بلکہ اس مال کی اس وقت تک پوری حفاظت کرو جب تک کہ اس کو نفع و نقصان کی پوری سمجھ نہ آجائے۔

دوسری آیت میں بچہ کے بالغ ہونے تک اس کی آزمائش کا حکم دیا پھر بتلایا کہ بلوغ کے بعد جب دیکھو کہ اُسے اپنے نفع نقصان کی سمجھ اور مال کے انتظام و حفاظت کا سلیقہ آگیا تو پھر اس کا مال اس کے حوالہ کردو۔

آیات قرآنی میں غور کے بعد یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اگر انسان صالح و متقی ہے شرعی احکام کا متبع ہے۔ اسراف اور معاصی سے اجتناب کرتا ہے تو ایسے شخص کا مال کمانا اور اپنے پاس رکھنا جائز ہے کیونکہ یہ شخص اپنے مال کو بے جا اور گناہوں کی جگہ خرچ کرنے سے بچے گا اور شرعی پسندیدہ طریقوں پر خرچ کرے گا۔

وہ اقوال جن سے مال کی برائی کا علم ہوتا ہے، وہ انہی مالداروں کے حق میں ہیں جو اپنے مال کو خدا اور اس کے رسولؐ کے بتائے ہوئے طریقوں کے علاوہ۔ گناہ کے راستوں میں خرچ کرتے اور آخرت کا عذاب خریدتے ہیں مال سے اور رہنے کو اس لئے بھی پسندیدہ سمجھا گیا ہے کہ مال انسان کو حق سے منحرف کرتا اور اسراف میں مبتلا کرتا ہے یا کم از کم معاصی سے اجتناب کی فکر سے اس کو غافل کر دیتا ہے۔

ورنہ مال حلال کو کمانا اور اس کو محفوظ رکھنا یہ بھی شریعت کا منشا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے "کاد الفقر أن یکون کفرًا" یعنی فقر و فاقہ انسان کو بسا اوقات کفر تک پہونچا سکتا ہے۔ یہ اس طرح کہ انسان فقر و فاقہ سے گھبرا کر مال کے کمانے میں حلال و حرام کی تمیز ختم کر دیتا ہے اور کبھی تو اپنا دین و مذہب بھی قربان کرنے پر تیار ہو جاتا ہے۔

مال کیونکہ زندگی کے لئے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور اس پر انسانی معاشرہ کی بنیاد ہے اس لئے قرآن کریم نے دینی شعائر کی ادائیگی کے بعد مال کو حاصل کرنے اور اس کے لئے جد و جہد و کوشش کرنے کا بھی حکم دیا ہے، ارشاد ہے۔

"فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِن فَضْلِ اللَّهِ" (الجمعہ)

اور جب نماز ہو چکے تو زمین پر پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو یعنی کاروبار اور تجارت کے ذریعہ مال کے حصول میں مصروف ہو جاؤ۔

قرآن نے اس حقیقت کو بھی واضح طور پر بیان کر دیا ہے کہ مال جمع کرنے اور تجوری میں رکھنے کی چیز نہیں، کیونکہ ایک وقت آئے گا کہ انسان اُسے چھوڑ کر چلا جائے گا۔ اور یہ جمع شدہ مال دوسروں کی ملکیت ہے گا۔ اور اس کے لئے ابدی خسارہ کا موجب ہوگا۔ بلکہ وہ شخص جسے مال دیا گیا ہے اس کی فلاح و کامیابی اور سعادت اسی میں ہے کہ وہ اُسے شرعی طریقوں پر خرچ کرے تاکہ یہ مال آخرت میں اس کی نجات کا ذریعہ بنے قرآن میں وارد مال کے خرچ سے متعلق تمام آیتیں اسی مضمون کو ادا کرتی ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جس کے معنی ہیں کہ:

"بندہ کہتا ہے، میرا مال۔ میرا مال۔ لیکن اس مال سے اس کے لئے صرف تین چیزیں ہوتی ہیں۔ وہ جسے اس نے کھا لیا اور فنا کر دیا، یا جسے اس نے پہن لیا اور پرانا کر دیا۔ یا اُسے کسی کو دیا اور اُسے بے نیاز کر دیا۔ اس کے علاوہ وہ اس مال کو لوگوں کے لئے چھوڑ کر جانے والا ہے۔"

سلام اس غریب دوراں پر سلام اس نور یزداں پر
ہزاروں جس کے احسانات ہیں دنیائے انساں پر

اور وہ انگریز خاتون مسلمان ہو گئی

ایک مسلمان طالب علم لندن میں تعلیم حاصل کر رہا تھا وہ جس مکان میں مقیم تھا اس میں ایک انگریز خاتون رہتی تھی۔ اور وہاں مختلف ممالک کے طلبہ بھی مقیم تھے۔ یہ عورت ان سب طلبہ کے کپڑے دھونے کا بھی انتظام کرتی تھی، ایک مرتبہ اس خاتون نے مسلمان طالب علم سے کہا: "کیا آپ کو میرے کپڑے دھونے پر بھروسہ نہیں ہوتا؟"

طالب علم نے جواب دیا "کیوں نہیں"؟ مجھے بھروسہ ہے کہ آپ کپڑے ٹھیک دھوتی ہیں"

"پھر آپ اپنے کپڑے خود دھو کر میرے حوالے کیوں کرتے ہیں" خاتون نے پوچھا۔

طالب علم نے کہا "اگر مجھے کپڑے خود دھونے ہوتے تو میں آپ کے حوالے کیوں کرتا؟ واقعہ یہ ہے کہ میں اپنے کپڑے دھو کر آپ کو نہیں دیتا، ویسے ہی دے دیتا ہوں۔

خاتون نے کہا "پھر یہ کیا بات ہے کہ مجھے دوسرے لوگوں کے زیر جامہ میں طرح طرح کے دھبے اور بدبو محسوس ہوتی ہے لیکن آپ کے زیر جامہ پر کبھی ایسی کوئی چیز نہیں ملی"۔

طالب علم نے جواب دیا "محترمہ میں مسلمان ہوں' میرا دین مجھے پاکی اور نظافت کا حکم دیتا ہے، اگر میری شلوار یا زیر جامے پر پیشاب کا قطرہ بھی پھیل جائے تو ایسی حالت میں اس وقت تک نماز نہیں پڑھتا جب تک اسے دھو نہ لوں اس لئے میرے کپڑوں میں کوئی ناپاک چیز نہیں رہ سکتی اور جب کپڑے اتارتا ہوں تو وہ پاک صاف ہوتے ہیں"۔

انگریز خاتون بولی "تمہارا اسلام اتنی چھوٹی چھوٹی باتوں کی بھی تعلیم دیتا ہے؟"

طالب علم نے کہا "رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ حکم دیا ہے کہ اللہ کو ہر وقت یاد رکھیں' چنانچہ جب میں بیت الخلاء جاتا ہوں تو پہلے ایک دعا پڑھتا ہوں' نکلتا ہوں تو دوسری دعا پڑھتا ہوں، جب نئے کپڑے پہنتا ہوں تب بھی دعا پڑھتا ہوں، اسی طرح کھانا کھانے، گھر سے نکلنے، سونے، جاگنے اور زندگی کے ہر اہم کام کے موقع پر ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعائیں سکھائی ہیں۔ وہ پڑھتا ہوں تاکہ اللہ کے ساتھ میرا تعلق مضبوط رہے کیونکہ یہ تعلق ہی صحیح راستے کی طرف میری ہدایت کرتا ہے اور مجھے ایسے کاموں سے باز رکھتا ہے جو اللہ کی ناراضگی کا باعث ہوں"۔

انگریز خاتون کو اس نوجوان کی یہ باتیں بڑی عجیب' مگر بڑی دلکش محسوس ہوئیں، اس کے بعد اس نوجوان کی نشست و برخاست اس کے رہن سہن اور عادات و اطوار غور سے دیکھتی رہی' اور اس کی تہذیب، اس کی شائستگی، اس کی پاکیزگی، اس کی عفت اور فضولیات سے اس کے اجتناب نے رفتہ رفتہ اس خاتون کے دل میں اسلام کے لئے ایک جستجو پیدا کر دی، وہ اس نوجوان سے اسلامی تعلیمات کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرتی رہی، یہاں تک کہ اسلام کی حقانیت اس کے دل میں گھر کر گئی۔ حق کے نور نے اس کے دل کو بھی منور کر دیا، اور وہ نہ صرف یہ کہ خود مسلمان ہوئی بلکہ اپنے خاندان کے متعدد افراد کو بھی مسلمان کر لیا۔

(ترجمہ از۔ مجلۃ التضامن الاسلامی۔ شمارہ شوال ۱۴۰۴ھ صفحہ ۶۶ و ۶۷)

زہد واستغناء کا کوہِ گراں

مفکرِ اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ

● محمد عبدالرشید ندوی

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کے اوصاف حمیدہ، کمالات محمودہ اور ان کی عظیم صلاحیتوں اور کارناموں پر لوگ اب تک بہت کچھ لکھ چکے اور برابر لکھتے رہیں گے لیکن ذیل کی سطور میں میں حضرت مولانا علی میاں ندویؒ کی حیات کے صرف ایک پہلو پر روشنی ڈالوں گا، اور وہ ہے:

حضرت مولانا علی میاں ندوی رحمۃ اللہ علیہ کا "مال و دولت میں زہد و استغناء"

حضرت مولانا کا زہد و استغناء اور دنیا سے بے رغبتی کا جو عالم تھا وہ ہر تعلق والے پر عیاں ہے، حضرت مولانا علی میاں ندویؒ زہد و استغناء میں سلف صالحین کا نمونہ تھے، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں زہد و تقویٰ اور دنیا سے بے رغبتی و استغناء میں سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ ضرب المثل تھے۔ حضرت مولانا علی میاں ندویؒ ان ہی کے نقش قدم پر عمل پیرا تھے، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے صرف نام ہی میں آپ کی مشابہت نہ تھی بلکہ وہ آپ کے جد امجد بھی تھے آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی کی طرح دنیا میں زاہدانہ اور تقشفانہ زندگی گذاری اور جب جب دنیاوی مال و متاع آپ کے سامنے پیش ہوا۔ تب تب اپنے جد امجد ہی کی طرح اس سے گریز و اعراض کیا۔ اور زبان حال سے ان ہی الفاظ میں دنیا کو مخاطب کیا جن الفاظ میں ان کے جد امجد حضرت علی رضی اللہ عنہ دنیا کو مخاطب کرتے تھے۔

"یا دنیا یا دنیا الی تعرضت ام لی تشوفت هیهات غری غیری قد بتتك ثلاثا لا رجعة لی فیك فعمرك قصیر، وعیشك حقیر، وخطرك کبیر آه من قلة الزاد وبعد السفر ووحشة الطریق"۔

حضرت مولانا علی میاں ندوی کی دنیا سے بے رغبتی اور زہد کی چند مثالیں جو میرے مشاہدہ یا علم میں ہیں آپ کے گوش گذار کرتا ہوں:

۱۔ حضرت مولانا علی میاں ندویؒ کی مال و دولت سے بے رغبتی اور دنیا میں زہد کے متعلق ایک واقعہ کا تذکرہ والد مرحوم مولانا سید محمد عبدالسمیع ندویؒ نے اپنی ایک غیر مطبوعہ تحریر میں بھی کیا ہے، یہ واقعہ ندوہ کے "مکتبہ دارالعلوم" سے شائع ہونے والی پہلی اردو کتاب "تذکرہ مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادیؒ" سے متعلق ہے۔ اس کتاب کی کتابت، طباعت و اشاعت کی ذمہ داری والد مرحوم کے سپرد تھی، یہ تحریر پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت مولانا علی میاںؒ کا روپئے پیسے سے استغناء کا کیا عالم رہتا تھا، والد صاحب نے لکھا ہے کہ "حضرت مولانا مدظلہ نے کتاب کی رائلٹی تو دور کی بات ہے کتاب کا ایک نسخہ بھی "مکتبہ دارالعلوم" سے بطور "ہدیہ" قبول نہیں فرمایا، یہی نہیں بلکہ مکتبہ سے جو نسخے خریدے ان پر کسی قسم کا کوئی کمیشن بھی لینا گوارہ نہ کیا، اور کتاب کی ساری آمدنی "رواق رحمانی" کی تعمیر کے لئے وقف کردی۔

۲۔ ۲ نومبر ۱۹۷۵ء میں سابق وزیر اعلیٰ یوپی مسٹر ہیم وتی نندن بہوگنا نے ندوۃ العلماء کے ۸۵ سالہ جشن تعلیمی کے موقع پر کلارک اودھ ہوٹل میں عرب مہمانوں کے قیام و طعام کا بل جو غالباً پچھتر ہزار روپئے سے بھی زائد تھا کا ادا کرنے کی پیش کش کی تو حضرت مولانا نے یہ کہہ کر انکار کردیا کہ یہ مدرسہ کے مہمان ہیں اس لئے مدرسہ ہی ان کا بل ادا کریگا اس کے علاوہ اس جشن تعلیمی کے انعقاد سے پہلے مسٹر بہوگنا خود بخود کئی بار ندوہ کے مہمان خانے میں حضرت مولاناؒ سے صرف یہ درخواست کرنے آئے کہ اگر میرے لائق کوئی خدمت ہو تو یہ بندہ حاضر ہے مگر مولانا نے ان کا زیر بار احسان ہونا گوارا نہ کیا؛ البتہ زیادہ اصرار پر ندوہ کے عرب و غیر عرب مہمانوں کے عشائیہ کی اجازت دے دی جو مسٹر بہوگنا کے لئے باعث عزت و شہرت ہوا۔ اور غالباً ان کی بڑھتی ہوئی عزت و شہرت سے خائف ہو کر ہی اس وقت کی وزیر اعظم مسز اندرا گاندھی نے ان کو وزیر اعلیٰ کے عہدہ سے برطرف کردیا۔ اس جشن تعلیمی میں عالم اسلام اور دنیا کے بیشتر ملکوں کے تقریباً ۵۰ ماہرین علم اور ممتاز اسلامی و دینی شخصیتیں شریک تھیں۔

۳۔ سابق وزیر اعلیٰ یوپی مسٹر ہیم وتی نندن بہوگنا نے اپنے دور وزارت میں ندوہ کی شبلی لائبریری کے لئے یوپی اسمبلی سے ایک لاکھ روپیہ کی امداد منظور کرا کے اس کا چیک حضرت مولانا علی میاں ندویؒ کو روانہ کیا تو حضرت مولانا نے شکریہ کے ساتھ یہ چیک اس تحریر کے ساتھ واپس لوٹا دیا کہ آپ یہ روپیہ دیگر ہماری عادت

نہ بگاڑیں، دہلی میں علامہ اقبال پر ہونے والے ایک سیمینار جس میں مولانا علی میاں ندویؒ اور مسٹر بہوگنا بھی شریک تھے۔ مسٹر بہوگنا نے اپنی تقریر میں مولانا کی اس خودداری اور استغناء کا ذکر کرنے کے بعد کہا کہ جب تک ایسے مہمان لوگ ملک میں موجود ہیں اس وقت تک ملک ٹھیک ٹھاک چلتا رہے گا، وزیر اعلیٰ ہاؤس سے رخصت ہوتے وقت میں ان جیسے مہمان شخص کا خط فائل میں لگا کر کیسے چھوڑ آتا؟ سب سے پہلے میں نے مولانا کا وہی خط فائل سے نکال کر اپنے قبضہ میں کیا پھر دوسرے کاموں کی طرف متوجہ ہوا۔

(ممکن ہے مسٹر بہوگنا کے الفاظ مختلف ہوں لیکن مفہوم یہی تھا)

۴۔ اور ندوہ کے پچاسی ۸۵ سالہ جشن تعلیمی کے اس واقعہ کے تو ہزاروں لوگ شاہد ہیں کہ جب کسی نے یہ افواہ اڑادی کہ مولانا نے اس جشن میں عرب سربراہوں کو ندوہ کے لئے چندہ وصول کرنے کے لئے اکٹھا کیا ہے تو مولانا کے خوددار اور بے نیاز طبیعت کو جلال آگیا اور بھرے مجمع میں مولانا نے فرمایا: حضرات! یہ جو تقریب منعقد کی گئی اگر آپ اعتبار کریں گے کہ حاشا و کلا کوئی خیال نہیں تھا کہ ندوۃ العلماء کو اس سے کوئی مالی فائدہ اٹھانا ہے، ہمارا نقطۂ نظر دعوتی اور فکری تھا۔ میں آپ کے سامنے صاف اعلان کرتا ہوں کہ میں کسی سے اصول و ضمیر کا سودا کرنے کے لئے تیار نہیں، یہ سونے کی چڑیاں سب اڑ جائیں گی، ہم اور آپ یہاں رہیں گے، آپ یہ نہ سمجھیں کہ اب آپ کو چھٹی مل گئی، ہم آپ کو چھوڑنے والے نہیں ہمارے سفیر آپ کے گھروں پر جائیں گے، آپ کی دوکانوں پر جائیں گے، ہمارے مدرسے آپ ہی کے چار چار آٹھ آٹھ آنے پر چل رہے ہیں آپ کے چار آنے اور آٹھ آنے نے ہم کو عزیز ہیں اس لئے کہ آپ ایثار کر کے دیتے ہیں... آپ اس غلط فہمی میں نہ رہیں کہ ہم نے ان لوگوں کو اس لئے بلایا ہے کہ ہم اپنا دامن بھر لیں اور پھر حضرت مولانا نے یہ اشعار پڑھے ؎

کرم تیرا کہ بے جوہر نہیں میں
غلام طغرل و سنجر نہیں میں
جہاں بینی مری فطرت ہے لیکن
کسی جمشید کا ساغر نہیں میں

اور آخر میں یہ شعر پڑھا ؎

اے طائر لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

۵۔ ایک بار کسی خلیجی ملک میں حضرت مولانا علی میاں ندویؒ کی تبلیغی و دعوتی تقریر کے بعد ایک صاحب نے ندوہ کے لئے معقول رقم کا چیک پیش کیا تو مولانا نے اسے اپنے ہاتھ میں لینا بھی گوارا نہ کیا اور دینے والے صاحب سے فرمایا کہ یہ چیک آپ براہ راست ندوہ بھیج دیں مجھے نہ دیں۔

۶۔ حضرت مولانا علی میاں ندویؒ کے زہد و استغناء کے ایک واقعہ کا ذکر مولانا عبداللہ عباس ندوی محمد تعلیم دارالعلوم ندوۃ العلماء نے بھی کیا ہے وہ لکھتے ہیں "مولانا معین اللہ صاحبؒ حضرت مولاناؒ کے ساتھ کویت کے سفر میں رفیق تھے، وہاں کا ایک عجیب واقعہ قابل ذکر ہے کہ حضرت مولاناؒ کی مولانا معین اللہؒ سے ناگواری ہوگئی۔ ناگواری کا سبب یہ تھا کہ مولانا معین اللہ صاحبؒ کو ندوہ کی فکر تھی اور اس کے لئے اہل خیر کو متوجہ کرنا چاہتے تھے، اور حضرت مولاناؒ پر دعوت کی فکر غالب تھی اور دعوت کا تقاضا یہ تھا کہ افراد کے قلوب کو نرم کیا جائے۔ نہ کہ جیب کو متحرک، یہ بات خود مولانا معین اللہؒ اور حضرت مولاناؒ سے سنی۔ حضرت مولاناؒ نے مولانا معین اللہ صاحبؒ سے بہ صراحت کہا کہ میرے سفر میں یہ سب نہ ہوگا۔ اگر ایسا ہوا تو پھر بندہ واپس چلا جائے گا۔ اور شاید اس سلسلے میں اتنی گرانی دل میں ہوئی کہ ایک دن یا دو دن مولانا معین اللہ صاحبؒ سے انشراح کے ساتھ بات بھی نہیں ہوئی۔ اس واقعہ سے جہاں حضرت کے بلند کردار اور مال و جاہ کے حصول سے بلند اور بہت بلند معیار کا اندازہ ہوتا ہے وہاں مولانا معین اللہ صاحبؒ کی ندوہ کے لئے فکرمندی اور اس کی ضروریات کی تکمیل کا جذبہ بھی نمایاں ہوتا ہے"۔

۷۔ حضرت مولانا علی میاں ندویؒ کو ۱۹۸۰ء میں شاہ فیصل ایوارڈ سے نوازا گیا جو اس وقت کے حساب سے تقریباً دس لاکھ روپئے کی مالیت کا تھا، حضرت مولانا نے اس کو اپنے ہاتھ میں لینا بھی گوارا نہ کیا اور نہ اس گراں قدر انعام کی وصولی کے لئے آپ خود ریاض تشریف لائے بلکہ اس کے لئے ڈاکٹر عبداللہ عباس ندوی صاحب کو ریاض بھیج دیا۔ اور ان ہی کے ذریعہ اس انعام کی نصف رقم افغان پناہ گزینوں کو بھجوادی اور ربع رقم سعودی عرب کے ادارے "جماعت تحفیظ القرآن" کو اور باقی ربع "مدرسہ صولتیہ" مکہ مکرمہ کو دلوادی۔ اس وقت میں جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ ریاض میں ایم اے کا طالب تھا اور میرا داخلہ حضرت مولاناؒ ہی کی سفارش سے وہاں ہوا تھا۔

۸۔ حضرت مولانا علی میاں ندویؒ کو ۱۹۹۸ء کے "دبئی ایوارڈ" سے نوازا گیا جس کی مالیت دس لاکھ درہم (تقریباً ایک کروڑ بیس لاکھ روپئے) تھی، اس انعامی تقریب میں شرکت کے لئے امارات کے وزیر دفاع شیخ محمد بن راشد المکتوم کی ہدایت پر ایک خصوصی ہوائی جہاز حضرت مولاناؒ کو لکھنؤ سے لانے کے لئے لکھنؤ بھیجا گیا تھا۔ حضرت مولانا نے تقریب ہی میں انعام کی یہ گراں قدر رقم ہندوستان کے مختلف تعلیمی اداروں میں تقسیم کرنے کا اعلان فرمادیا اور اپنے

لئے یا اپنے عزیز و اقارب کے لئے کچھ نہیں رکھا۔

۹۔ حضرت مولانا علی میاں ندویؒ کو ۱۹۹۹ء میں "رونائی ایوارڈ" سے نوازا گیا جس کی مالیت تقریباً بیس لاکھ روپئے تھی، یہ ایوارڈ بھی حضرت مولانا نے اپنی ذات پر صرف نہیں کیا بلکہ اپنے اعزاء و اقرباء میں تقسیم کر دیا۔

نیز اپنے نیاز مندوں، بہت سے علماء و مشائخ اور اپنے ان صاحب حیثیت خصوصی احباب میں بھی تقسیم فرمایا جو حضرتؒ سے عقیدت رکھتے تھے یا خصوصی تعلق رکھتے تھے۔

اس طرح کے خدا جانے کتنے واقعات آپ کے زہد و استغناء کے ہوں گے جو حضرت مولانا سے قریبی تعلق والوں کے سینوں میں محفوظ ہوں گے، اور نہ جانے کتنے واقعات ایسے ہوں گے جن کا علم حضرت مولاناؒ کے علاوہ کسی اور کو نہ ہوگا۔ اور وہ حضرت کے ساتھ ہی ہمیشہ کے لئے پیوند خاک ہو نگے۔

اللھم اغفر لہٗ وأکرم نزلہٗ وارفع درجتہٗ۔

مثل ایوان سحر مرقد فروزاں ہو ترا
نور سے معمور یہ خاکی شبستاں ہو ترا

(بقیہ)

سوال و جواب

س:۔ ایک شخص اپنی لڑکی کی شادی کرنا چاہتا ہے۔ اور برادری میں یہ رسم ہے کہ شادی میں اگر پوری برادری کو کھانا کھلا دے تو وہ برادری میں رہ سکتا ہے ورنہ نہیں حالانکہ وہ اس کی حیثیت نہیں رکھتا۔

ج:۔ ایسی حالت میں کھانا کھلانا اور اس کا کھانا شرعاً ناجائز ہے یہ کھانا خوش دلی کے ساتھ نہیں کھلایا جاتا ہے، بلکہ برادری کے دباؤ میں کھلایا جاتا ہے، ایسی رسموں کو توڑنا واجب ہے۔

مولانا ماہر القادری

مدح و مناقب

سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

یہ جامعِ قرآن ہیں، عثمان غنی ہیں ❊ اللہ کے مقبول ہیں، محبوب نبیؐ ہیں
صدیقؓ ہوں فاروقؓ کہ عثمانؓ و علیؓ ہوں ❊ یہ لوگ تو اللہ کی آیاتِ جلی ہیں
ایمان و حیا جود و سخا ہو کہ مروت ❊ دیباچۂ اخلاق کا عنوان یہی ہیں
جنت کی بشارت کے سزاوار ہیں کتنے ❊ اللہ کے بندے تو زمانے میں سبھی ہیں
دل ذکرِ خدا میں ہے رہے شانِ شہادت ❊ آنکھیں ہیں کہ قرآن کے حرفوں پہ جمی ہیں
جس روز خلیفہ کو خود امت نے کیا قتل ❊ اس دن سے اخوت کی حدیں ٹوٹ گئی ہیں
اے بانیِ وفا! یثرب و حبشہ کے مہاجر ❊ راہیں ترے قدموں کے نشاں ڈھونڈ رہی ہیں

امت کے امیں، خویشِ نبیؐ، صاحبِ نورین
یہ نسبتیں، یہ عزتیں، اللہ نے دی ہیں

حضرت ابن عمرؓ کی سخاوت

حضرت ابن عمرؓ کے بارے میں ان کے معروف شاگرد حضرت نافعؒ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ان کے پاس بیس ہزار سے زائد درہم آگئے، لیکن جس مجلس میں وہ آئے تھے آپ وہاں سے اس وقت تک نہیں اٹھے جب تک پورے کے پورے خرچ نہ کر دیئے، جب کچھ باقی نہ رہا تو اتفاق سے ایک سائل اور آگیا، آپ کے پاس دینے کے لئے کچھ نہ تھا۔ تو جن لوگوں کو پہلے دے چکے تھے ان سے قرض لے کر اسے دیا۔ ایک مرتبہ آپ بیمار ہو گئے تو گھر والوں نے آپ کے لئے کچھ انگور منگوا دیئے، اتنے میں ایک سائل آگیا اور اس نے انگور ہی کا سوال کیا۔ حضرت ابن عمرؓ نے حکم دیا کہ یہ انگور اسی کو دے دیئے جائیں، گھر والوں نے بہت کہا کہ ہم اسے کچھ اور دیدیتے ہیں، لیکن حضرت عمرؓ مصر رہے یہاں تک کہ گھر والوں نے انگور اس سائل کو دیدیئے اور بعد میں اسی سے خرید کر آپ کے سامنے پیش کئے۔ (ایضاً ص ۱۵۸، ج ۴)

ساری عمر آپ کا یہی معمول رہا کہ کبھی تنہا کھانا نہیں کھایا۔ ہمیشہ کھانے کے وقت کچھ نادار افراد کو بلا کر ان کو کھانے میں شریک کرتے تھے۔ ایک مرتبہ گھر والوں نے یہ تدبیر کی کہ قریب کے نادار افراد کو پہلے سے کھانا کھلا دیا۔ اور ان سے کہا کہ جب حضرت ابن عمرؓ انہیں بلائیں تو ان سے عذر کر دیجئے، چنانچہ آپ نے جب حسبِ معمول کھانے کے وقت انہیں دعوت دی تو انھوں نے عذر کیا حضرت ابن عمرؓ نے گھر آکر کھانا کھانے سے انکار کر دیا اور اس رات کھانا ہی نہ کھایا۔ (ایضاً ص ۱۶۶ ج ۴)۔

ایک مرتبہ ایک شخص آپ کے لئے ایک جوارش تحفے میں لایا اور کہا کہ اس سے کھانا اچھی طرح ہضم ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا مجھ پر بعض اوقات پورا پورا مہینہ اس حالت میں گذر جاتا ہے کہ میں پیٹ نہیں بھرتا میں یہ جوارش لے کر کیا کروں گا؟ (ایضاً ص ۱۵۰ ج ۴)

اصحابِ رسولؐ عکسِ اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت جعفر طیارؓ

● مولانا معین الدین ندویؒ رحمۃ اللہ علیہ

نام و نسب جعفر نام ابو عبداللہ کنیت والد کا نام عبد مناف (ابو طالب) اور والدہ کا نام فاطمہؓ تھا۔ شجرۂ نسب یہ ہے جعفر بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی القرشی الہاشمی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ابن عم اور حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے سگے بھائی تھے اور عمر میں ان سے تقریباً دس سال بڑے تھے۔

اسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز حضرت علیؓ کے ساتھ مشغولِ عبادت تھے خاندان ہاشم کے سردار ابو طالب نے اپنے دو عزیزوں کو بارگاہ صمدیت میں سربسجود دیکھا تو دل پر خاص اثر ہوا۔ اپنے صاحبزادہ حضرت جعفرؓ کی طرف دیکھ کر کہا "جعفر تم بھی اپنے ابن عم کے ایک پہلو میں کھڑے ہو جاؤ، حضرت جعفرؓ نے بائیں طرف کھڑے ہو کر نماز ادا کی۔ ان کو خدائے لایزال کی عبادت و پرستش میں ایسا مزہ ملا کہ وہ بہت جلد یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زید بن ارقمؓ کے گھر میں پناہ گزین ہونے کے قبل ہمیشہ کے لئے اس کے پرستاروں میں داخل ہو گئے اس وقت تک اکتیس ۳۱ بتیس ۳۲ آدمی اس سعادت سے مشرف ہوئے تھے۔

ہجرت حبش مشرکین قریش کی ستم آرائیوں سے تنگ آکر جب مسلمانوں کی جماعت نے حبش کی راہ لی تو حضرت جعفرؓ بھی اس کے ساتھ ہو گئے، لیکن قریش نے یہاں بھی چین نہیں لینے دیا۔ نجاشی کے دربار میں کہ سے گرانقدر تحائف کے ساتھ ایک وفد آیا اور اس نے درباری پادریوں کو تائید پر آمادہ کر کے نجاشی سے درخواست کی کہ "ہماری قوم کے چند ناسمجھ نوجوان اپنے آبائی مذہب سے برگشتہ ہو کر آپ کے قلمروئے حکومت میں چلے آئے ہیں، انھوں نے ایک ایسا نرالا مذہب ایجاد کیا ہے جس کو پہلے کوئی جانتا بھی نہ تھا ہم کو ان کے بزرگوں اور رشتہ داروں نے بھیجا ہے کہ آپ ان لوگوں کو ہمارے ساتھ واپس کر دیں" درباریوں نے بھی بلند آہنگی کے ساتھ اس مطالبہ کی تائید کی، نجاشی نے مسلمانوں سے بلا کر پوچھا کہ "وہ کون سا نیا مذہب ہے جس کے لئے تم لوگوں نے اپنا خاندانی مذہب چھوڑ دیا؟"

حضرت جعفرؓ کی دربار حبش میں اسلام پر تقریر

مسلمانوں نے نجاشی سے گفت گو کے لئے اپنی طرف سے حضرت جعفرؓ کو منتخب کیا۔ انھوں نے اس طرح تقریر کی "بادشاہ سلامت! ہماری قوم نہایت جاہل تھی ہم بت پوجتے تھے، مردار کھاتے تھے، بدکاریاں کرتے تھے، رشتہ داروں اور پڑوسیوں کو ستاتے تھے طاقت ور کمزوروں کو کھا جاتا تھا۔ غرض ہم اسی بدبختی میں تھے کہ خدا نے خود ہماری جماعت میں سے ایک شخص کو ہمارے پاس رسول بنا کر بھیجا، ہم اس کی شرافت راستی دیانت داری اور پاکبازی سے اچھی طرح آگاہ تھے، اس نے ہم کو شرک و بت پرستی سے روک کر توحید کی دعوت دی راست بازی، امانت داری، ہمسایہ اور رشتہ داروں سے محبت کا سبق ہم کو سکھایا۔ اور ہم سے کہا کہ ہم جھوٹ نہ بولیں، بے وجہ دنیا میں خونریزی نہ کریں، بدکاری اور فریب سے باز آئیں، یتیم کا مال نہ کھائیں، شریف عورتوں پر بدنامی کا داغ نہ لگائیں، بت پرستی چھوڑ دیں، ایک خدا پر ایمان لائیں، نماز پڑھیں، روزے رکھیں، زکوٰۃ دیں، ہم اس پر ایمان لائے اور اس کی تعلیم پر چلے، ہم نے بتوں کو پوجنا چھوڑ کر صرف ایک خدا کی پرستش کی اور حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھا۔ اس پر ہماری قوم ہماری جان کی دشمن ہو گئی اس نے طرح طرح سے ظلم و تشدد کر کے ہم کو پھر بت پرستی اور جاہلیت کے برے کاموں میں مبتلا کرنا چاہا یہاں تک کہ ہم لوگ ان کے ظلم و ستم سے تنگ آکر آپ کی حکومت میں چلے آئے۔"

نجاشی نے کہا "تمہارے نبی پر جو کتاب نازل ہوئی اس کو کہیں سے پڑھ کر سناؤ، حضرت جعفرؓ نے سورۂ مریم کی چند آیتیں تلاوت کیں تو نجاشی پر ایک خاص کیفیت طاری ہو گئی۔ اس نے کہا خدا کی قسم یہ اور تورات ایک ہی چراغ کے پرتو ہیں۔ اور قریش کے سفیروں سے مخاطب ہو کر کہا۔ "واللہ! میں ان کو کبھی واپس جانے نہ دوں گا۔"

سفرائے قریش نے ایک دفعہ پھر کوشش کی اور دوسرے روز دربار میں باریاب ہو کر عرض کی حضور! کچھ یہ بھی جانتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ کے متعلق ان لوگوں کا خیال ہے۔ نجاشی نے جواب دینے کے لئے مسلمانوں کو بلایا، ان لوگوں کو سخت تردد تھا کہ کیا جواب دیں، حضرت جعفرؓ نے کہا کچھ بھی ہو، خدا اور رسولؐ نے جو کچھ بتایا ہے ہم اس سے انحراف نہیں کریں گے غرض دربار میں پہنچے تو نجاشی نے پوچھا "حضرت عیسیٰؑ کے نسبت تمہارا کیا اعتقاد ہے؟" حضرت جعفرؓ نے کہا "ہم ان کو خدا کا بندہ، پیغمبر اور اس کی روح مانتے ہیں" نجاشی نے زمین سے ایک تنکا اٹھا کر کہا "واللہ جو کچھ تم نے کہا عیسیٰؑ بن مریم اس سے اس تنکے کے برابر بھی زیادہ نہیں ہیں" یہ سن کر دربار کے پادری جو ابن اللہ کا عقیدہ رکھتے تھے نہایت برہم ہوئے نتھنوں سے خرخراہٹ کی آوازیں آنے لگیں، لیکن نجاشی نے کچھ پروا نہ کی اور قریش کی سفارت

ناکام واپس آئی [1]

جیش سے مدینہ | حضرت جعفرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ کی ہجرت کے چھ سال بعد تک حبشہ ہی میں رہے ۷ھ میں وہ حبش سے مدینہ آئے یہ وہ زمانہ تھا کہ خیبر فتح ہو گیا تھا، اور مسلمان اس کی خوشی منا رہے تھے کہ مسلمانوں کے اپنے ان دور افتادہ بھائیوں کی واپسی کی دوہری خوشی ہوئی، حضرت جعفرؓ سامنے آئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو گلے سے لگایا اور پیشانی چوم کر فرمایا "میں نہیں جانتا کہ مجھ کو جعفرؓ کے آنے سے زیادہ خوشی ہوئی یا خیبر کی فتح سے"۔[2]

حضرت جعفرؓ کی واپسی کو ابھی ایک سال بھی گذرنے نہ پایا تھا کہ ان کے امتحان کا وقت آگیا۔

غزوۂ موتہ | جمادی الاولیٰ ۸ھ میں موتہ پر فوج کشی ہوئی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فوج کا علم حضرت زید بن حارثہؓ کو عطا کر کے فرمایا کہ "اگر زید شہید ہو گئے تو جعفرؓ اور اگر جعفر بھی شہید ہوں تو عبداللہ ابن رواحہؓ اس جماعت کے امیر ہوں گے"۔[3] چونکہ حضرت جعفرؓ اپنے مخصوص تعلقات کی بنا پر متوقع تھے کہ شرفِ امارت ان ہی کو حاصل ہوگا۔ اس لئے انھوں نے کھڑے ہو کر عرض کی "یا رسول اللہ میرا کبھی یہ خیال نہ تھا کہ آپ زید کو مجھ پر امیر بنائیں گے۔ ارشاد ہوا" اس کو جانے دو تم نہیں جانتے کہ بہتری کس میں ہے"۔[4] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس غزوہ کے انجام و نتیجہ سے آگاہ تھے اس لئے فرمایا کہ اگر زید شہید ہوں تو جعفر علم سنبھالیں اگر وہ بھی شہید ہوں تو عبداللہ بن رواحہ ان کی جگہ لیں،[5]

[1] مسند احمد ج ۱ ص ۲۰۱ تا ۲۰۲ [2] طبقات ابن سعد جلد ۴ قسم اول ص ۱۲۳ مختصراً بخاری ذکر غزوۂ خیبر میں ہے [3] بخاری کتاب المغازی باب غزوۂ موتہ [4] طبقات ابن سعد قسم اول جلد ۲ ص ۳۲ [5] طبقات ابن سعد مع مغازی غزوۂ موتہ،

شدت | موتہ پہنچکر معرکہ کارزار گرم ہوا، تین ہزار غازیانِ دین کے مقابلہ میں تقیم کا ایک (ٹڈی دل) تھا، امیر فوج حضرت زیدؓ شہید ہوئے تو حضرت جعفرؓ گھوڑے سے کود پڑے اور علم سنبھال کر غنیم کی صفیں چیرتے ہوئے آگے بڑھے، دشمنوں کا ہر طرف سے نرغہ تھا، تیغ و تبر، تیر و سنان کی بارش ہو رہی تھی، یہاں تک کہ تمام بدن زخموں سے چھلنی ہو گیا۔ دونوں ہاتھ یکے بعد دیگرے شہید ہوئے مگر اس جانباز نے اس حالت میں بھی توحید کے جھنڈے کو سرنگوں ہونے نہ دیا[1]، بالآخر جب شہید ہو کر گرے تو عبداللہ بن رواحہؓ نے اور ان کے بعد حضرت خالد سیف اللہؓ نے علم ہاتھ میں لیا، اور مسلمانوں کو بچا لائے[2]

حضرت عبداللہ بن عمرؓ اس جنگ میں شریک تھے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جعفرؓ کی لاش کو تلاش کر کے دیکھا تو صرف سامنے کی طرف پچاس زخم تھے، تمام بدن کے زخموں کا شمار تو نوّے سے بھی تجاوز تھا[3] لیکن ان میں سے کوئی زخم پشت پر نہ تھا[4]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حزن و ملال

میدان جنگ میں جو کچھ ہو رہا تھا خدا کے حکم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تھا، چنانچہ خبر آنے سے پہلے ہی آپ نے حضرت جعفرؓ وغیرہ کی شہادت کا حال بیان فرما دیا، اس وقت آپ کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہو گئے اور روئے انور پر حزن و ملال کے آثار نمایاں تھے۔[5]

حضرت جعفرؓ کی اہلیہ محترمہ حضرت اسماء بنت عیسؓ فرماتی ہیں کہ میں آٹا گوندھ چکی تھی اور لڑکوں کو نہلا دھلا کر صاف کپڑے پہنا رہی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا جعفر کے

[1] اسد الغابہ ج ۱ ص ۲۸۸ [2] طبقات ابن سعد حصۂ مغازی [3] بخاری باب غزوۂ موتہ۔ [4] بخاری باب غزوۂ موتہ [5] اسد الغابہ ج ۱ ص ۲۰۰

بچوں کو بلاؤ، میں نے ان کو حاضرِ خدمت کیا تو آپ نے آبدیدہ ہو کر ان کا پیار فرمایا، میں نے کہا میرے ماں باپ فدا ہوں، حضور آبدیدہ کیوں ہیں کیا جعفر اور ان کے ساتھیوں کے متعلق کوئی اطلاع آئی ہے، فرمایا ہاں! وہ شہید ہو گئے، یہ سن کر میں چیخنے چلّانے لگی، محلّہ کی عورتیں میرے ارد گرد جمع ہو گئیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے گئے اور ازواجِ مطہراتؓ سے فرمایا کہ آلِ جعفر کا خیال رکھنا آج وہ اپنے ہوش میں نہیں ہیں[1]

سیدۂ جنت حضرت فاطمۃ الزہراؓ کو بھی اپنے عم محترم کی مفارقت کا شدید غم تھا۔ شہادت کی خبر سن کر بادیدۂ تر واعماہ! واعماہ کہتے ہوئے بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوئیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک! جعفر جیسے شخص پر رونے والیوں کو رونا چاہیئے۔ آپ کو عرصہ تک شدید غم رہا، یہاں تک کہ روح الامین نے یہ بشارت دی کہ۔ خدا نے جعفر کو دو کٹے ہوئے بازوؤں کے بدلہ میں دو نئے بازو عنایت کئے ہیں جن سے وہ ملائکۂ جنت کے ساتھ مصروفِ پرواز رہتے ہیں"[2]

چنانچہ ذوالجناحین اور طیّار ان کا لقب ہو گیا۔

فضائل و محاسن | حضرت جعفرؓ کشادہ دست و فیاض تھے، غرباء و مساکین کو کھانا کھلانے میں ان کو خاص لطف حاصل ہوتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو ابوالمساکین کے نام سے یاد فرمایا کرتے تھے، حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں اکثر بھوک کے باعث پیٹ کو کنکروں سے دبائے رکھتا تھا۔ اور آیت یاد بھی رہتی تو اس کو لوگوں سے پوچھتا پھرتا کہ شاید کوئی مجھ کو اپنے گھر لیجائے اور کچھ کھلائے لیکن میں نے جعفرؓ کو مسکینوں کے حق میں سب سے بہتر پایا وہ ہم لوگوں (اصحاب صفہ)

[1] مستدرک حاکم جلد ۲ ص ۲۰۱، [2] ایضاً۔

کو اپنے گھر لے جاتے تھے، اور جو کچھ ہوتا تھا سامنے لا کر رکھ دیتے تھے یہاں تک کہ بعض اوقات گھی یا شہد کا خالی شکنجہ تک لا دیتے اور اس کو پھاڑ کر ہمارے سامنے رکھ دیتے اور ہم اس کو چاٹ لیتے تھے[1]

حضرت جعفرؓ کے فضائل و مناقب کا پایہ نہایت بلند تھا، خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان سے فرمایا کرتے تھے کہ "جعفر! تم میری صورت اور سیرت دونوں میں مجھ سے مشابہ ہو"[2] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ مجھ سے پہلے جس قدر نبی گذرے ہیں ان کو صرف سات رفیق دیئے گئے تھے، لیکن میرے رفقائے خاص کی تعداد چودہ ہے ان میں سے ایک جعفر بھی ہیں[3]،

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جعفر سب سے افضل[4] حضرت عبداللہ ابن عمرؓ ان کے صاحبزادہ کو سلام کرتے تو کہتے۔ السلام علیک یا ابن ذوالجناحین[5]، حضرت عبداللہ بن جعفرؓ فرماتے ہیں کہ بعض اوقات میں حضرت علیؓ سے کچھ مانگتا تو وہ پکار کر دیتے لیکن جب اپنے والد جعفرؓ کا واسطہ دیتا تو بغیر کچھ دیئے نہ رہتے۔

ازواج و اولاد | بیویوں کی صحیح تعداد نہیں معلوم آپ کی بیوی اسماء سے تین[6] صاحبزادے تھے۔ عبداللہ، محمد، اور عوف، ان میں صرف عبداللہ سے نسل چلی۔

(مہاجرین جلد اول ص ۱۹۵ تا ص ۲۰۰)

[1] صحیح بخاری و مناقب حضرت جعفرؓ [2] ایضاً [2] جامع الترمذی مناقب اہل بیت، [3] جامع الترمذی مناقب حضرت جعفر [5] صحیح بخاری غزوۂ موتہ،

(بقیہ) مصلح الامتؒ کی صاحبزادی کا انتقال

واذکار ہر مداومت پوری زندگی کا معمول رہا۔ بالخصوص قرآن مجید سے خاص مناسبت تھی۔ اللہ نے حفظ قرآن کی دولت سے نوازا تھا۔ روزانہ تقریباً ایک منزل تلاوت کا معمول تھا۔ دورانِ تلاوت ان پر ایک وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی۔ ان پر شدید گریہ طاری ہو جاتا۔ بسا اوقات اوراق آنسوؤں سے نم ہو جاتے، نہایت فیاض نرم دل، سادہ مزاج، مال و دولت سے بے نیاز۔ اور ہر ایک سے خوش گمان رہنے والی خاتون تھیں، اپنے آرام و راحت پر دوسروں کی راحت و آرام کو ترجیح دیتیں کسی کی تکلیف و پریشانی سن کر حد درجہ پریشان ہوتیں۔ اور حتی المقدور مداوا کی پوری کوشش کرتیں۔ اذان کی آواز ان کو بے چین کر دیتی جب تک نماز ادا نہ ہو جائے پرسکون نہیں ہوتیں تھیں، بیماری میں جب سخت علیل ہو گئیں تاکہ نشست و برخواست کی طاقت بھی ختم ہو گئی تو نماز کے لئے بے چین رہتی تھیں، بار بار نماز پڑھانے کے لئے کہتی تھیں۔ جو نماز پڑھا دیتا اس سے نہایت خوش ہوتیں، اس کی ممنون ہوتیں، غرض کہ بے شمار خوبیوں اور اوصاف حمیدہ کی حامل خاتون تھیں، گویا کہ اپنے والد حضرت مصلح الامتؒ کی نقش ثانی تھیں۔

ابتدائے عمر ہی میں حضرت قاری محمد مبین صاحب مدظلہ کے عقد میں آگئیں تھیں، شادی کے ایک سال کے بعد ہی والدہ محترمہ کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ گھر میں سب سے بڑی اولاد ہونے کی بناء پر ساری ذمہ داریاں انھیں کے کاندھوں پر آگئیں۔ کم عمری کے باوجود والد محترم کی توجہات کی برکت سے تمام فرائض بحسن و خوبی انجام دیئے کہ والد حضرت مصلح الامتؒ فرماتے تھے کہ بیٹی میں تمہارا احسان مند ہوں، سفر میں اکثر اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ سفر حج میں بھی ہمراہ تھیں پسماندگان میں تین لڑکے و تین لڑکیاں ہیں اللہ تعالیٰ موصوفہ کی مغفرت فرما کر اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے۔ (آمین)

مذاکرۂ علمی

رابطہ ادب اسلامی، شعبۂ برصغیر و ممالک مشرقیہ کی جانب سے "اسلامی ادب کی نمائندہ شخصیات" کے موضوع پر اٹھارھواں مذاکرۂ علمی ۲۰، ۲۱ جولائی ۲۰۰۲ء کو دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں منعقد ہوا، جسکی تفصیلی رپورٹ آئندہ شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

(ادارہ)

حدیث کی روشنی

بیماری سے شفاء

• مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَنْفُثُ عَلٰی نَفْسِہٖ فِی الْمَرَضِ الَّذِیْ مَاتَ فِیْہِ بِالْمُعَوِّذَاتِ فَلَمَّا ثَقُلَ کُنْتُ اَنْفُثُ عَلَیْہِ بِہِنَّ وَاَمْسَحُ بِیَدِ نَفْسِہٖ بِبَرَکَتِہَا (بخاری کتاب الطب)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مرض وفات کے وقت سورۂ فلق اور سورۂ ناس پڑھ کر اپنے اوپر دم کیا کرتے تھے، جب آپؐ کو خود دم کرنا مشکل معلوم ہونے لگا تو حضرت عائشہؓ پڑھ کر آپ پر دم کیا کرتی تھیں اور آپؐ کے ہاتھ کو تبرکاً جسم پر پھیر لیتی تھیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات جب قریب ہوئی تو آپ بیمار ہو گئے تو قرآن مجید کی آخری دو سورتیں سورۂ فلق اور سورۂ ناس پڑھ کر اپنے جسم پر آپؐ دم فرمایا کرتے تھے۔ معلوم ہوا کہ مرض، بیماری اور بدن وغیرہ کی تکلیف کے موقع پر سنت رسولؐ یہ ہے کہ قرآن مجید کی آیات اور سورتیں وغیرہ پڑھ کر بدن پر دم کیا جائے یا کسی عالم بزرگ سے دم کرا لیا جائے، قرآن مجید کی آخری دونوں سورتوں میں ظاہر و باطن دونوں کا علاج موجود ہے۔

ان دونوں سورتوں کے معنی پر غور کر لیا جائے تو سمجھ میں آئے گا کہ ان سورتوں میں اللہ کی پناہ میں آنے کی درخواست کی گئی ہے اور تمام کمر و فریب اور شر و برائی سے بچنے کے لئے اللہ کی مدد اور نصرت طلب کی گئی ہے۔

حضرت عائشہؓ یہ بھی بیان کرتی ہیں کہ مرض نے جب زیادہ زور پکڑا اور نبیؐ کے لئے خود پڑھ کر دم کرنا مشکل ہو گیا تو میں پڑھ کر دم کر دیتی اور برکت کے لئے آپؐ کا دستِ مبارک آپؐ کے جسم پر پھیرتی رہتی اس سے پتہ چلا کہ مریض نہ دم کر سکے تو کوئی دوسرا پڑھ کر دم کر دے۔ اس کے بعد آنے والی حدیث میں بھی اللہ کے رسولؐ کا یہ عمل بیان کیا گیا ہے کہ آپؐ جب بستر پر لیٹتے تو سورۂ فلق و سورۂ ناس پڑھ کر ہتھیلی پر دم کر لیتے پھر ہتھیلیاں چہرہ پر پھیر لیتے اور بدن پر جہاں تک ہاتھ پہونچتا پھیر لیتے۔ اور جب آپ بیمار ہوتے تو حضرت عائشہؓ کو اس کا حکم فرماتے اور حضرت عائشہؓ اسی طرح کرتیں۔ دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ امت کے لوگوں کو بھی تمام آفات و بلیات اور شر و فتنہ سے بچنے کیلئے یہ عمل کرنا چاہیئے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اٰوٰی اِلٰی فِرَاشِہٖ نَفَثَ فِیْ کَفَّیْہِ بِقُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ وَبِالْمُعَوِّذَتَیْنِ جَمِیْعًا وَیَمْسَحُ بِھِمَا وَجْھَہٗ وَمَا بَلَغَتْ یَدَاہُ مِنْ جَسَدِہٖ قَالَتْ عَائِشَةُ فَلَمَّا اشْتَکٰی کَانَ یَاْمُرُنِیْ اَنْ اَفْعَلَ ذَالِکَ بِہٖ (بخاری کتاب الطب باب ۴۳)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آپؐ جب گھر پر آرام کرنے کے لئے اپنے بستر پر تشریف فرما ہوتے تو اپنی دونوں ہتھیلیوں پر قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ اور سورۂ فلق و ناس پڑھ کر دم کرتے پھر دونوں ہتھیلیوں کو چہرے اور جسم کے ان حصوں پر جہاں تک آپؐ کا ہاتھ پہنچتا پھیر لیتے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب آپؐ بیمار ہوتے تو مجھے اسی طرح پڑھ کر اپنے جسم اطہر پر ہاتھ پھیرنے کے لئے فرماتے اور میں کیا کرتی تھی۔

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُعَوِّذُ بَعْضَ اَھْلِہٖ یَمْسَحُ بِیَدِہِ الْیُمْنٰی وَیَقُوْلُ: اَللّٰھُمَّ رَبَّ النَّاسِ اَذْھِبِ الْبَاْسَ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُکَ شِفَاءً لَا یُغَادِرُ سَقَمًا (بخاری کتاب الطب، باب ۴۲۹)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آپؐ اپنی بعض اہلیہ کے جسم پر اپنا داہنا ہاتھ پھیرتے ہوئے یہ دعا پڑھتے۔ اَللّٰھُمَّ رَبَّ النَّاسِ، الخ اے تمام لوگوں کے پالنہار تکلیف کو دور کر کے شفاء عطا فرما، تو ہی ہے شفاء دینے والا ہے، تیرے علاوہ کوئی ٹھیک نہیں کر سکتا۔ ایسی شفائے کاملہ عطا فرما جس کے بعد کوئی تکلیف نہ رہے۔

عبرت حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے بھائی کی عزت آبرو کو بچائے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جہنم کی آگ سے بچائے گا۔ (ترمذی)

قوم کی تعمیر کی فکر

از: • مولانا عبدالرحمٰن نگرامی ندوی

زندگی صرف چلنے پھرنے، کھانے، اور سو رہنے کا نام نہیں ہے، یہ تو ناپاک سے ناپاک جانور اور حقیر سے حقیر کیڑا بھی کر لیتا ہے۔ زندگی جیسا کہ سب کو تسلیم ہے کام کا خدمت کا، ایک دوسرے کی بھلائی کرنے کا، اور سب سے آگے اور سب سے پیچھے اپنے مالک کی پہچان حاصل کرنے کا نام ہے۔ اب بھی دنیا کی جن قوموں کو لوگ زندہ کہتے ہیں۔ اگرچہ وہ بھی زندگی کی بہت سی اونچی برکتوں سے محروم ہیں۔ مگر کچھ نہ کچھ چیزیں ان میں ضرور ایسی ہیں جن کو زندگی کا نشان کہا جا سکتا ہے۔ یہ بحث دوسری ہے کہ جس زندگی کے آثار نظر آ رہے ہیں وہ بھلی ہے یا بری کم سے کم ان قوموں کے اس طرز زندگی میں ہم کو یہ سبق تو مل سکتا ہے کہ اگر دنیا کے وہ حصے جن کی بڑائی دوسری قوموں کے ہضم کئے ملکوں کو سمیٹنے اور ساری زمین کی دولت زبردستی اپنے قبضہ میں کر لینے میں ہے اور جن کے بہت سے کاموں کو ہم پسندیدگی کی نگاہ سے نہیں دیکھتے، اپنے کاموں کو اس جوش، اس انہماک اور اس سرگرمی سے انجام دیتے ہیں تو پھر ہم جو اپنے مذہب کے رُو سے اور اپنی پاک کتاب کی ہدایت سے دنیا میں نیکی پھیلانے کے لئے ہیں، کیوں اپنے کام کو پورا کرنے اور اپنے فرض کو ادا کرنے میں کاہل، سست اور غافل ہیں، ادائے فرض اور اپنی اصل خدمت دینی کا بجا لانا تو بڑی بات ہے۔ اس معاملہ میں تو ایک عام غفلت ہے، بہت سے لوگ تو ایسے ہیں کہ اس بارے میں کم سے کم جو بات کی جا سکتی ہے اس سے بھی بھاگتے ہیں۔

اور کچھ رسم و رواج ہیں جو پورے ہوتے جاتے ہیں، نہ اس واسطہ کہ ہم مسلمان ہیں، ہمیں خود اپنی ذات کے لئے اسلام کے مطابق کیا کرنا چاہیئے؟ دوسرے مسلمانوں کے ہم پر کیا حقوق ہیں؟ ہم اپنی آبادی کی بھلائی اور نفع کے لئے کیا کر سکتے ہیں؟ نہ اس سے تعلق کہ ہم کو اپنے آبا و اجداد کا جو ترکہ ملا ہے اس کے باقی رکھنے اور محفوظ کرنے کی کیا تدبیریں ہیں دنیا میں ستر اسر ڈوبے ہوئے لیکن دنیا سے ناواقف، اس قسم کے سیکڑوں اور ہزاروں آدمی ہم مسلمانوں کی بربادی میں اضافہ کر رہے ہیں شمار اور گنتی ان کی زندہ لوگوں میں کی جاتی ہے مگر زندگی کی کشمکشوں سے وہ ہر طرح کا چھٹکارا حاصل کئے ہوئے ہیں، حالانکہ دین اور دنیا کے کسی پہلو سے بھی وہ اپنی زندگی کو بیکار گذارنے کی اجازت نہیں پا سکتے یہ لوگ اگر کبھی کبھی اس پر غور کر لیا کریں کہ ہم کس لئے بنائے گئے ہیں۔ دنیا کی آبادی میں ہمارا اضافہ کس مقصد سے ہوا ہے۔ ہم کو ہاتھ، پیر، عقل، دماغ سب کام میں اور اچھے اور نیک کاموں میں لگانے کے لئے عطا ہوا ہے تو یہ ہمارے جسم کے مفید عضو بن سکیں گے، ہم اس موقعہ پر خالص ان کاموں پر زور ڈالنا نہیں چاہتے جن کا تعلق محض روحانی پاکیزگی سے ہے، بلکہ صرف یہ چاہتے ہیں کہ ہم میں سے ہر شخص اپنے کو ذاتی آرام و آرائش کے سوا کسی نہ کسی قدر اپنی جماعت اور اپنے گروہ کے لئے مفید بنا دے۔ تعلیم پھیلانا، تجارت کی رغبت دلانا، ہنر اور اور پیشوں کے سیکھنے کا شوق پیدا کرانا سب ہی کام جو اس زمانہ میں قومی ترقی کے اسباب میں شمار کئے جاتے ہیں ہو سکتے ہیں۔ ہمارے یہ سطل اور بیکار بیٹھنے والے بھائی اگر صرف تھوڑی سی توجہ کریں تو اپنے کو بھی درست کر لیں۔ اور اپنے ساتھ کتنوں کی درستی کی خدمت انجام دیں، ہمارے کہنے کا یہ منشا نہیں کہ سب ہی قومی رہنما بن جائیں اور ہر آبادی میں سیدھے اور سادہ آدمیوں کی جگہ تجاویز پاس کرنے اور گرم تقریر کرنے والے پیدا ہو جائیں۔ مقصود تو صرف اتنا ہے کہ کاہلی کی زندگی اور کھا پی کر صبح و شام کرنے کی زندگی کا خاتمہ ہونا چاہیئے۔ کہ اس سے خود اُس کی ذات کو اس کے وابستگان کو اور دوسرے مسلمانوں کو فائدہ پہونچے، اپنی زندگی کو یوں بیکار گذارنے میں کیا نتائج پیدا ہوتے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ نقد اٹھتے ہیں تو رنجشیں بڑھتی ہیں ایک دوسرے کی ایذاء کے درپے ہوتا ہے اور اس کے اسباب صحت اور تندرستی پر اس کا جو اثر پڑتا ہے وہ الگ ہے۔ یہ اثر بد جسم، روح، دماغ سب پر ہوتا ہے اور اکثر اس کی برائیاں دوسری نسل تک پہنچتی ہیں، تعطل کی زندگی ختم ہو اور اس کی جگہ کام اور محنت آ جائے تو ہمارے اندر چستی، چالاکی پیدا ہو گی۔ اس امر کا بھی روزانہ تجربہ ہو سکتا ہے کہ بیکاری میں پژمردگی اور مردنی چھائی رہتی ہے، لوگ ہنستے بولتے ہیں قہقہے لگاتے ہیں، مگر اندرونی مسرت سے جس پر زندگی کا بہت کچھ دار و مدار ہے محروم رہتے ہیں۔ کام اور محنت انسان کو اس کھوئی ہوئی نعمت سے دوبارہ بہرہ ور کرتا ہے ہم میں سے ہر شخص اگر قوم کی تعمیر کے کاموں میں کچھ نہ کچھ حصہ لینے لگے تو ہم جلد اس کے پھل پائیں گے۔ "اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی۔ خدا تم میں سے کسی کام کرنے والے مرد یا عورت کے کام کو ضائع نہیں کرے گا۔

(ماخوذ از: سچ لکھنؤ ۱۹۳۵ء)

ناخدا ذوق آگہی ہائے بے پروائی بشر
ساحل جہاں کا جادہ اپنے جہاں سے بے خبر

محاسبہ

• پروفیسر سید طفیل احمد مدنی

مصفّٰی کر لو دل کا جام مولانا طفیل احمد
ملے گی تب مئے گلفام مولانا طفیل احمد

تمہارے دل میں تو اب بھی ہوا و حرص باقی ہے
"کرو مت عشق کو بدنام مولانا طفیل احمد"

تمنّائے لقائے دوست ہے تم کو تو بن جاؤ
اُسی کے بندۂ بے دام مولانا طفیل احمد

عداوت، بغض و کینہ اتہام و نفرت و غیبت
نہ رکھو ان سے کوئی کام مولانا طفیل احمد

نہ جانے کوئی کس حال میں ہے مرتبہ کیا ہے
خدا جانے کوئی کس حال میں ہے مرتبہ کیا ہے

کرو ہر شخص کا اکرام مولانا طفیل احمد
قدم ہٹنے نہ پائے ایک بھی راہِ شریعت سے

بسا لو دل میں یوں اسلام مولانا طفیل احمد
محبت حاصلِ کونین ہے اور اصل ایماں ہے

سناؤ سب کو یہ پیغام مولانا طفیل احمد
رہو مصروف جتنا ہو سکے تم حمد باری میں

کہ اب ہے زندگی کی شام مولانا طفیل احمد
دعا کرتے رہو کرتے رہو اللہ سے ہر دم

تمہارا ہو بخیر انجام مولانا طفیل احمد

نعتِ پاک ﷺ

• قمر الحفیظ قمر

ذلیل کے سائے میں گھٹا مانگ رہے ہیں
دانش کی کرنوں کی ضیا مانگ رہے ہیں

اے رحمتِ عالم ترے جلوؤں کے تصدّق
ہم روضۂ انور کی ضیا مانگ رہے ہیں

دے فتح بیس تین سو تیرہ ہیں مسلماں
اللہ سے آقا یہ دعا مانگ رہے ہیں

سرکارؐ ہیں مہتاب تو اصحابؓ ستارے
ہم صدقؓ و وفاؓ عدلؓ و حیاؓ مانگ رہے ہیں

کب تک ہمیں حالات سے زنجیر کرو گے
ہم عشق بلالیؓ کی دعا مانگ رہے ہیں

بس ایک کرن بخش دے اے ماہِ منوّر
ہم روشنیٔ غارِ حرا مانگ رہے ہیں

رہ رہ کے خیال آتا ہے بس دل میں قمرؔ کے
جنّت کی کیاری میں دعا مانگ رہے ہیں

غزل

خورشید افسر بستوی

محبت کی فضائیں ہوں تو نفرت کون کرتا ہے
اگر ماحول اچھا ہو بغاوت کون کرتا ہے

اگر ہم بھی نہیں تم بھی نہیں باعث تباہی کا
تو پھر برباد بستی شہر غارت کون کرتا ہے

نوادر کی، قلم کی، نعمتوں کی، راز داری کی
تم اپنے دل سے پوچھو یہ تجارت کون کرتا ہے

مرے ترکِ وطن پر مسکرانا بھول جاؤ گے
اگر تاریخ سے پوچھو گے ہجرت کون کرتا ہے

پڑے ہیں مصلحت کے قفل افسرؔ سب کے ہونٹوں پر
یہاں سچ بات کہنے کی جسارت کون کرتا ہے

سوال و جواب

• محمد طارق ندوی •

س:۔ ایک شخص گذشتہ پانچ سالوں سے صاحب نصاب تھا لیکن اس نے زکوٰۃ ادا نہیں کی تو اب کیا کرے؟

ج:۔ اگر شخص مذکور گذشتہ پانچ سالوں میں صاحب نصاب تھا لیکن اس نے زکوٰۃ ادا نہیں کی ہے تو گذشتہ پانچ سالوں کی زکوٰۃ ادا کرنا واجب ہوگا۔ اور اس کی ادائیگی کی شکل یہ ہے کہ پہلے سال کی پورے مال کی زکوٰۃ نکالے دوسرے سال بقدر واجب حصے کو منہا کرنے کے بعد بقیہ مال کی زکوٰۃ نکالے اسی طرح ہر سال بقدر واجب کم کرتے ہوئے بقیہ کی زکوٰۃ کا حساب لگا کر نکالے۔

س:۔ ایک شخص پر قربانی فرض تھی لیکن نہ کر سکا تو وہ اب کیا کرے؟

ج:۔ اگر قربانی فوت ہو جائے تو اس کی قضا کی شکل یہ ہے کہ ایک جانور کی قیمت صدقہ کر دی جائے۔

س:۔ زکوٰۃ کی رقم سے اسکول یا اسپتال کیوں نہیں بنائے جا سکتے ہیں؟

ج:۔ ادائیگی زکوٰۃ کے لئے شرط یہ ہے کہ مستحقین زکوٰۃ کو بلا عوض مال زکوٰۃ کا مالک بنا دیا جائے، تملیک مفقود ہو تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی ہے۔ اسکول یا اسپتال بنانے میں تملیک نہیں پائی جاتی ہے۔ اس لئے زکوٰۃ کی رقم سے اسپتال یا اسکول بنانا جائز نہیں ہے۔

س:۔ اگر از خود کسی ترغیب کے ذریعہ بلا کسی زور و دباؤ کے ایک مستحق زکوٰۃ "زکوٰۃ" لے کر مدرسہ یا اسکول کی تعمیر کے لئے دیدے تو جائز ہے یا نہیں؟

ج:۔ جائز ہے جبکہ از خود کسی ترغیب کے ذریعہ بلا کسی زور و دباؤ کے دے زور زبردستی سے وصول کر لینا درست نہ ہوگا۔

س:۔ آج کل اخبار والے زندگی بھر کے لئے ممبر بناتے ہیں اگر ایک ہزار روپئے دینے والا روپئے دینے کے فوراً بعد مر جائے اور وہ اخبار برسہا برس جاری رہے یا پیسے دینے والا زندہ رہے اور وہ اخبار نکلنا بند ہو جائے تو ایسی صورت میں لائف ممبر بننا جائز ہے یا نہیں؟

ج:۔ یہ قمار (جوا) کی شکل ہے جو کہ ناجائز ہے۔

س:۔ مالک کی اجازت کے بغیر بعض لوگ پتے توڑ کر لاتے ہیں اور لوگ ان کو خرید کر جانوروں کو کھلاتے ہیں، ان جانوروں کا دودھ پینے کا کیا حکم ہے۔

ج:۔ بغیر مالک کی اجازت کے پتے توڑنا اور فروخت کرنا منع ہے ایسے لوگوں سے پتے خریدنا بھی منع ہے، لیکن جس جانور کو یہ پتے کھلائے اس کا دودھ اور گوشت حرام نہیں ہے،

س:۔ ادھیا پر جانور دینا جائز ہے یا نہیں؟

ج:۔ ادھیا پر جانور دینا جائز نہیں ہے، یعنی جانور میرا اور خدمت آپ کی اور جانور اور اس کے بچوں میں شرکت یہ صورت ناجائز ہے۔

سید احمد شہید اکیڈمی کی تازہ پیشکش

قرآن آپ سے مخاطب ہے

قرآن مجید کی آیتوں کو سامنے رکھ کر اس کی دلنشین تشریح، معاشرہ سے ان کا انطباق معاشرہ کی کمزوریوں کی نشاندہی اور قرآن مجید کی روشنی میں ان کی کمزوریوں کے ازالہ کی تدبیر، تعمیر حیات کے مدیر اول اور بانی مولانا سید محمد الحسنیؒ کے طاقتور قلم سے ان کے قرآنی مضامین کا مجموعہ پہلی مرتبہ منظر عام پر دیدہ زیب طباعت اور خوبصورٹ ٹائیٹل

صفحات: ۱۰۰، قیمت صرف ۳۲½ روپئے

مکتبہ ندویہ دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

س:۔ بہت سے لوگ محرم میں شادی کرنا یا کوئی اور خوشی کا کام کرنا مبارک سمجھتے ہیں کیا یہ شرعاً درست ہے؟

ج:۔ ماہ مبارک میں شادی وغیرہ کو نامبارک سمجھنا سخت گناہ ہے۔ اہل سنت کے عقیدہ کے خلاف ہے، اسلام نے جن چیزوں کو جائز قرار دیا ہو ان کو اعتقاداً یا عملاً صحیح نہ سمجھنا درست نہیں ہے۔

س:۔ نماز فجر میں دو رکعت سنت سے قبل بھی کوئی نماز خواہ سنت یا نفل پڑھ سکتے ہیں؟ کیا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کچھ لوگ قضاء عمری ادا کرنے کا جواز پیش کرتے ہیں کیا یہ درست ہے؟

ج:۔ صورت مسئولہ میں فجر کا وقت آنے کے بعد صرف دو رکعت سنت فجر کی پڑھے گا اس سے قبل یا بعد میں سنت یا نفل نہیں پڑھے گا اس کا ثبوت رسول اللہ صلی اللہ سے نہیں ملتا کہ ان دو سنتوں کے علاوہ آپ نے دیگر نوافل پڑھے ہوں البتہ قضائے عمری مذکورہ وقت میں پڑھ سکتے ہیں

باقی صـ۱۸ پر)

مدرسہ صولتیہ

سرزمین مقدس کا عظیم و قدیم دینی و تعلیمی مرکز

● مولانا مبارک حسین ندوی مہتمم مدرسہ نور العلوم مدھولیا نیپال

برصغیر کے علماء اور ان سے مرتبط حضرات جو سرزمین حجاز کا سفر کرتے ہیں وہ اس سرزمین پاک ہی نہیں بلکہ خلیجی ممالک کے قدیم و عظیم ادارہ "مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ" سے خوب واقف ہیں، اگرچہ اکثر حضرات کو اس کی تاریخ اور اس کے تفصیلی حالات کا علم نہیں۔

یہ مدرسہ ۱۲۸۵ھ میں حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانوی علیہ الرحمہ کی توجہ سے قائم ہوا۔ مولاناؒ کا نام عیسائی مبلغین و پادریوں سے کامیاب مناظرہ کرنے میں بہت معروف ہے۔ ان کا سکہ اس بابت ایسا بیٹھا کہ اس زمانہ کا مشہور پادری مناظرۂ عیسائیت کا مبلغ فنڈر (FANDER) نہ صرف ہندوستان سے راہ فرار اختیار کی بلکہ جہاں مولانا کی آمد کا علم ہوا وہاں سے وہ بھاگ نکلا۔ لیکن انگریز مولاناؒ سے دشمنی پر اتر آئے تو مولانا علیہ الرحمہ کو ترک وطن پر مجبور ہونا پڑا آخر کار سرزمین حجاز پہونچکر مکہ مکرمہ میں قیام اختیار کر لیا۔

مولانا نے مکہ مکرمہ میں علمی و دینی خدمات کی شدید ضرورت محسوس کی کہ ہم لوگ جو کام کر رہے ہیں اس کے استحکام کے لئے تعلیمی جد و جہد بہت ضروری ہے، چنانچہ ۱۲۸۵ھ میں مدرسہ ھندیہ کے نام سے تعلیمی ادارہ قائم کیا جو چند سال بعد ۱۲۹۲ھ میں مدرسہ صولتیہ کے نام سے موسوم ہوگیا۔

اس وقت تک سرزمین حجاز میں جو تعلیمی سلسلہ تھا وہ کسی ادارے کی شکل میں منظم و مربوط نہیں تھا۔ شوق و ذوق والے اپنے طور پر علماء وقت سے استفادہ کرتے رہتے تھے، اس ادارہ نے اس شوق کی تکمیل کا ایک بڑا دروازہ کھولا اور اس کی وجہ سے اطراف عالم سے وہاں آنے والوں کے لئے علوم دینیہ کی تکمیل و تحصیل کے بہترین مواقع فراہم ہوئے،

اس مدرسہ کے فضلاء و فیض یافتگان میں دنیا کے مختلف ممالک کے ممتاز علماء کا نام آتا ہے۔ برصغیر کے علاوہ بالخصوص ملیشیاء۔ انڈونیشیا وغیرہ کے حضرات نے بہت فائدہ اٹھایا اور الحمدللہ آج بھی یہ سلسلہ جاری ہے، اور ابتداء عہد سے اس میں طلباء کی تعداد کئی سو رہی ہے۔ خلیجی ممالک اور خود سعودیہ میں اس وقت جو تعلیمی تحریک پائی جا رہی ہے چونکہ وہ کافی دیر سے شروع ہوئی اور وہ سعودی حکومت اور اس کی ترقیات کی دین ہے جس کو بہت زیادہ زمانہ نہیں ہوا اس لئے مدرسہ صولتیہ کا نام اپنی خدمات کے اعتبار سے زمانہ قدیم ہی سے بہت نمایاں اور روشن رہا۔ اور بلاد عرب و سعودیہ کی علمی و تعلیمی جد و جہد کی تاریخ لکھنے والوں نے بڑی دقت کے ساتھ صولتیہ کا تذکرہ کیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ آج تک وہاں کے لوگ اور خود حکومت بھی اس کو وقعت و عزت کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ اور علمائے عرب و عجم کے نزدیک بھی اس کی بڑی قدر و اہمیت ہے مصری علماء میں علامہ رشید رضا جیسے مصری نے اس ادارہ کو اور اس کی خدمات کو بہت سراہا ہے اور اہل ہند کو اس سے جو دلچسپی رہی اس کو نمایاں طور پر ذکر کیا ہے۔

ڈاکٹر محمد احمد عبدالقادر ملکاوی نے "اظہار حق" کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ "۱۳۴۴ھ میں ملک عبدالعزیز آل سعود کی مدرسہ میں تشریف آوری ہوئی۔ انھوں نے مدرسہ کے نظام اور عمارتوں سب کا جائزہ لیکر ذمہ داروں کی بہت تعریف و توصیف فرمائی۔

ڈاکٹر عبدالرحمن صالح عبداللہ (مدیر مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعہ یرموک) تحریر فرماتے ہیں: "حجاز کا سب سے قدیم غیر سرکاری ادارہ مدرسہ صولتیہ ہے جس کو شیخ رحمت اللہ بن خلیل اللہ عثمانی نے قائم کیا تھا"۔

مولانا محمد علی مونگیری علیہ الرحمہ اپنے تأثرات میں فرماتے ہیں۔

"مدرسہ کی خوش نصیبی اور مولانا رحمت اللہ صاحب مرحوم کی نیک نیتی کا ایک عمدہ ثمرہ یہ ہے کہ اس کے تمام مدرسین اور طلباء اس وقت کی آفتوں سے علاحدہ ہیں ان کے خیال میں نہ افراط و تفریط ہے اور نہ جدال و نزاع کا انھیں شوق ہے اور نہ کسی مسلمان کی تفسیق و تضلیل کا انھیں خیال ہے۔ اس نازک اور پرفتن وقت میں اس بلا سے بچنا خدا کا بڑا فضل ہے جو اس مدرسہ پر ہے"۔

اس مدرسہ سے بالخصوص تجوید و قرأت کو بہت فروغ ہوا۔ اور برصغیر میں اس فن کے عموم و رواج میں اس کے فیض کا بہت بڑا دخل ہے۔

اس حیثیت سے حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی علیہ الرحمہ نے بھی مدرسہ کی گرانقدر خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

● ہم نے مدرسہ صولتیہ کے مختصر زمانہ قیام میں مدرسہ کو قریب سے دیکھا اور اس کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کر کے اس ادارہ کی جو حیثیت و خدمت سمجھی اس کے مطابق یہ ادارہ صرف ایک تعلیمی ادارہ کی حد تک محدود نہیں ہے۔ بلکہ

— ایک تعلیمی و دعوتی تحریک کی حیثیت سے کام کرتا رہا ہے اور اس کی وجہ سے دور دور تک اس نے اپنے اثرات کو پہونچایا اور آج بھی وہ ایک حد تک دینی قیادت کا کام کر رہا ہے کہ برصغیر کے حضرات اپنی دینی ضرورتوں کے مسائل وغیرہ سے واقفیت کے لئے اس ادارے کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ خود ادارے کو اس بات بڑا اہتمام ہے، مستقل دارالافتاء ہے اور افتاء کا کام کرنے والے حضرات ہیں۔ اس کے باوجود حج و رمضان کے موقع سے اس کام کو مزید ترقی یوں دی جاتی ہے کہ ہند و پاک سے آنے والے ممتاز علماء سے وقت لیا جاتا ہے اور مختلف اوقات میں اور کئی کئی حضرات دفتر میں تشریف فرما ہو کر اس کام کو انجام دیتے ہیں۔ بالخصوص بعد عصر تو ایک ہجوم ہوتا ہے۔

● — حکومت نے اب قربانی کا ایک خاص نظام بنا دیا ہے جس کی وجہ سے بالخصوص حضرات حنفیہ ترتیب کے مسئلہ کی وجہ سے الجھن کا شکار ہوتے تھے۔ مدرسہ صولتیہ اس الجھن کے رفع کرنے میں یوں مدد کرتا ہے کہ قربانی کا ایسا نظام بنوا دیتا ہے کہ لوگ ترتیب کے حق میں مطمئن ہو کر ارکان حج کو ادا کریں اور ساتھ ہی قربانی کرنے والوں کے لئے قربانی کے گوشت کی فراہمی بھی ہوتی ہے، بلکہ اس سے دوسرے بھی مستفید ہوتے ہیں۔

● برصغیر کے عوام و خواص کے لئے مدرسہ صولتیہ ایک مرکز کی حیثیت رکھتا ہے بالخصوص حج و رمضان کے موقع سے یہ بات زیادہ نمایاں ہو کر سامنے آتی ہے۔ اور وہ یوں کہ مدرسہ صولتیہ اپنی وسعت و استطاعت کے مطابق علماء و خدام دین کی میزبانی کی خدمات انجام دیتا ہے، چنانچہ ہند و پاک و بنگلہ دیش و نیپال کے بہت سے مشائخ و اہل علم کا قیام مدرسہ صولتیہ کی مسجد اور اس کی عمارت کے مختلف حصوں میں رہتا ہے، قیام کرنے والوں میں ہند و پاک سے آئے ہوئے تبلیغی کارکن بھی ہوتے ہیں اور اہل مدارس و اہل خانقاہ بھی،

● مدرسہ میں حسب موقع دینی مجالس بھی منعقد ہوتی ہیں جن میں وعظ و تذکیر اور خطابات سے لوگوں کو مستفید ہونے کا موقع ملتا ہے۔

● مدرسہ صولتیہ کے موجودہ روح رواں حضرت مولانا محمد حشیم صاحب مدظلہ العالی کی شخصیت بڑی ہی قابل قدر ہے کہ انکی سرکردگی میں ادارہ ان تمام کاموں کی بحسن و خوبی انجام دہی کر رہا ہے جو ابتداء عہد سے اس کا امتیاز و شعار چلا آ رہا ہے۔

مولانا موصوف ہر آنے والے عام و خاص کا استقبال کرتے ہیں اور بڑی خوش دلی و نرم مزاجی سے ان سے گفتگو فرماتے ہوئے ان کی ضروریات کو پورا کرتے ہیں، خواص کی میزبانی صرف قیام کی حد تک نہیں ہوتی بلکہ حسب موقع ان کے لئے طعام کی سہولیات کی بھی فکر کرتے ہیں، ان کے ساتھ ان کے دیگر برادران بھی موجود رہا کرتے ہیں۔

دعا ہے کہ حق تعالیٰ اس مرکز کو جملہ شرور و فتن سے محفوظ رکھے اور ترقیات سے نوازے۔ اور ذمہ داران کو مزید لگن کے ساتھ کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

غزل

● قمر سنبھلی

معرکہ بے ہنری سے جو ہنر کا ہوگا
بات یہ طے ہے زیاں اہل نظر کا ہوگا

یونہی دیوار سے ٹکراؤ جو سر کا ہوگا
گھر میں پیدا کوئی امکان تو در کا ہوگا

فکر دفن کی نہ جھلک بھی نظر آئے گی کہیں
ذکر شعروں میں بہت یوں تو ہنر کا ہوگا

کیا بُرا ہے کہ جو بارش سے ہو رخنہ چھت میں
کوئی گوشہ تو فروزاں مرے گھر کا ہوگا

حاکم وقت پس و پیش میں اتنا کیوں ہے
مرحلہ سامنے شاید مرے سر کا ہوگا!

ہے مرا سر جو کشیدہ تو مقابل دل بھی
امتحاں آج ترے دستِ ہنر کا ہوگا

ہر طرف مختلف اشیاء کے بجے ہیں بازار
مول کیا کوئی مرے کاسۂ سر کا ہوگا؟

سامنے پھر کئی دیوان کچھ احباب کے ہیں
فیصلہ پھر ترے معیارِ نظر کا ہوگا

دو تو بد جو کوئیں گے قمر بستی میں
ذہن میں آپ کے نقشا بھی نہ گھر کا ہوگا

مولانا محمد لقمان خاں ندوی بھوپالی اللہ کے حضور میں

● حافظ انصار بھوپالی

موت ایک ایسی حقیقت ہے جس کا انکار دنیا کا کوئی فرد نہیں کرسکتا، اس دنیا میں جو بھی آیا ہے اس کو ایک نہ ایک دن اپنے خالق حقیقی کے پاس لوٹ کر جانا ہے۔ "كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ" اگر دنیا میں کوئی ہستی ایسی ہوتی جس کو دنیا میں خلود و بقا حاصل ہوتو سید الرسل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات تھی لیکن اللہ نے آپ سے صاف طور پر فرمادیا تھا۔ (اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ) اس واضح خطاب کے بعد ہر شخص پر یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوجاتی ہے کہ موت سے کسی کو مفر نہیں "كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ" لیکن خوش قسمت ہے وہ شخص جس نے دنیا میں آنے کا مقصد سمجھا۔ اور اس کے مطابق اپنی زندگی گذاری، عقلمند وہ ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرتا رہے اور آخرت کی فکر میں لگا رہے۔

۵ر جولائی بروز جمعہ ۲۰۰۲ء کو اچانک یہ افسوسناک و دلخراش خبر سنی کہ مولانا محمد لقمان خاں ندوی ازہری کا جمعہ کے روز خطبہ دیتے ہوئے بھوپال کی مسجد شکور خاں (مرکس) میں انتقال ہوگیا، مولانا بھوپالی کی موت قابل رشک ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر بندۂ مومن کو ایسی سعادت کی موت نصیب فرمائے۔ "إنما الاعمال بالخواتيم" مولانا بھوپالی نے ابتدائی تعلیم اپنے بڑے بھائی مولانا عمران خاں ندوی ازہری سابق مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء کی سرپرستی میں حاصل کی پھر دارالعلوم ندوۃ العلماء سے سند فراغت حاصل کی

سال کے بعد جامعہ ازہر تعلیم کی غرض سے تشریف لے گئے، تعلیم مکمل کرکے لیبیا میں مدرس مقرر ہوئے اور تیس ۳۰ سال تک لیبیا میں درس دیا اس کے بعد ہندوستان اپنے وطن بھوپال واپس آگئے، مولانا سلمان خان ندوی کے بعد دارالعلوم تاج المساجد میں مدیر مقرر ہوئے اور معتمد تعلیمات بھی رہے۔ وہ مسلم پرسنل لاء بورڈ کے رکن بھی تھے اسی سال ندوۃ العلماء کی مجلس شوریٰ کے رکن منتخب ہوئے تھے۔ اور رابطہ ادب اسلامی کے رکن بھی تھے انھوں نے لکھنؤ دارالعلوم ندوۃ العلماء میں ۲۰، ۲۱ر جولائی ۲۰۰۲ء کو ہونے والے رابطہ ادب اسلامی کے جلسہ میں شرکت کے لئے ۱۹ر جولائی کا رزرویشن کروالیا تھا لیکن کیا معلوم تھا کہ اس سے قبل ہی وہ اپنے مالک حقیقی سے جاملیں گے۔ مولانا بھوپالی مولانا علی میاںؒ کے خاص شاگردوں میں سے تھے، مولانا علی میاںؒ سے خصوصی تعلق کی وجہ سے مولانا بھوپال ہر سال رمضان کا آخری عشرہ رائے بریلی میں گذارتے تھے، وہ اس قحط الرجال کے دور میں اسلاف کا نمونہ تھے، وہ ان برگزیدہ بندوں میں سے تھے جنھوں نے صرف اللہ کے کلمہ کو بلند کرنے کے لئے اپنی پوری زندگی وقف کردی تھی، وہ دعوت و تبلیغ اور علمی و ادبی کاموں میں برابر مصروف رہے بھوپال کے اس چشم و چراغ کے اٹھ جانے سے علمی و ادبی و دینی حلقہ کو زبردست نقصان پہونچا ہے، جس کا بدل کم از کم مستقبل قریب میں بہت مشکل ہے۔

مولانا محمد لقمان خاں ندوی ازہری راقم سطور کے استاذ بھی تھے، مولانا سے راقم نے تفسیر و حدیث پڑھی ہے پڑھانے کا انداز بہت ہی دلنشین ہوتا تھا۔

ہر روز نئی چیزوں کی طرف اشارہ فرماتے تھے درس کے علاوہ بھی بعض تحقیقات ایسی بتلاتے تھے کہ معلوم ہوتا تھا کہ آج پہلی بار ہی سنی ہیں اللہ نے ان کو زندگی کی تمام سہولتوں سے نوازہ تھا۔ لیکن انھوں نے ہمیشہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو سامنے رکھا۔ ان سب نعمتوں کو اللہ کی امانت سمجھا۔ ان کو مدرسہ کی ترقی اور اسلام کی بلندی کے طریق میں صرف کیا۔ خود اپنے اہل و عیال کے ساتھ دنیا میں زاہدانہ زندگی بسر کرتے تھے آپ کی زہد و قناعت کی مثال اس زمانے میں ناممکن تو نوع تو نہیں ہے لیکن نادر الوجود ضرور ہے، زہد و قناعت کی صفت کے ساتھ ساتھ آپ کے اندر سب سے بڑی صفت تواضع تھی اتنی بڑی شخصیت کے مالک اور علم و عمل کے حامل ہوتے ہوئے ہر ایک کے سامنے اپنے آپ کو چھوٹا ظاہر کرنا ہر ایک کے ساتھ حسن اخلاق کے ساتھ پیش آنا مولانا کی خاص صفت تھی مولانا من تواضع للہ رفعہ اللہ کے مصداق تھے،

اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کی قبر کو انوار رحمت سے منور فرماکر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے اہل و عیال کو صبر جمیل عطا فرمائے (آمین)

مصلح الامت حضرت مولانا شاہ وصی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی بڑی صاحبزادی کا انتقال

مصلح الامت حضرت مولانا شاہ وصی اللہ قدس سرہٗ کی سب سے بڑی صاحبزادی محترمہ صفیہ خاتون صاحبہ کا ۱۲ر جولائی ۲۰۰۲ء کی شب میں انتقال ہوگیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ موصوفہ صوم وصلوٰۃ کی پابندی کے علاوہ اوراد و وظائف، تسبیح

(باقی ص ۲۱ پر)

مطالعہ میز پر

تبصرے کے لئے کتابوں کے دو نسخوں کا آنا ضروری ہے۔

● محمد شاہد ندوی بارہ بنکوی

نام کتاب: مجموعہ قوانین اسلامی

ترتیب کردہ: آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ

صفحات: ۳۹۰، سائز ۲۰×۳۰/۱۶، قیمت ۱۴۰/- روپئے

ملنے کا پتہ:- آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ ۷۶ A/۲ ابوالکلام مارکیٹ جامعہ نگر نئی دہلی ۱۱۰۰۲۵

شریعت اسلامی کے قوانین نہایت جامع اور مکمل دستور حیات کی حیثیت رکھتے ہیں اور زندگی کے ہر شعبہ میں مسلمانوں کی رہنمائی بھی کرتے ہیں۔ اسی لئے مسلمانوں سے اللہ تعالیٰ کا مطالبہ ہے کہ وہ پورے طور پر اسلامی قوانین پر عمل کریں اور زندگی کے تمام شعبوں میں شریعت اسلامی کی رہنمائی حاصل کریں۔

پیش نظر کتاب "مجموعۂ قوانین اسلامی" دراصل عام مسلمانوں کی دین سے ناواقفیت خصوصاً معاشرتی و عائلی مسائل سے پورے طور پر باخبر نہ ہونے کے سبب جو برائیاں معاشرہ میں پیدا ہو رہی ہیں ان کے علاج اور سدِ باب اور ان سے متعلق مسائل کے سلسلہ میں صحیح معلومات فراہم کرنے اور گم کردہ راہ افراد کی رہنمائی کا فریضہ انجام دینے کے لئے آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے قرآن و حدیث اور اسلاف کی معتبر ترین کتابوں کی روشنی میں ماہرین علم فقہ، ممتاز اصحاب افتاء اور قانون دانوں کے ذریعہ بڑی فہم و بصیرت کے ساتھ مرتب کرایا ہے۔

اس مجموعہ کی تدوین و ترتیب میں حضرت مولانا منت اللہ رحمانی اور حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمہما اللہ کی پیہم جد و جہد و فکر مندی کا بڑا دخل رہا اور اس کا خاصا حصہ ان کے زمانہ میں تیار بھی ہوچکا تھا یہی وجہ تھی کہ مولانا قاضی مجاہد الاسلام صاحب قاسمیؒ نے اس پر خصوصی توجہ فرمائی اور مسلسل کوشش کے بعد ان کی حیات ہی میں یہ مجموعہ منظر عام پر آیا اس کے علاوہ بورڈ کے اہم ارکان و علمائے فقہ۔ مولانا برہان الدین سنبھلی صاحب، مولانا احمد علی سعید صاحب، مولانا مفتی ظفیر الدین صاحب، مولانا مفتی نعمت اللہ صاحب، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب، مولانا محمد ولی رحمانی صاحب، مولانا عتیق احمد بستوی صاحب اور مولانا محمد فہیم اختر ندوی صاحب نے اس کی اشاعت میں بڑا حصہ لیا۔

کتاب پر مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کا بسیط مقدمہ ہے جس کا لفظ لفظ قابل مطالعہ ہے اور جس کے مطالعہ سے اس اہم کتاب بلکہ دستاویز کی ضرورت و اہمیت اور افادیت و نافعیت پر بھرپور روشنی پڑتی ہے،

عرصہ دراز سے التوا میں پڑی ہوئی اس کتاب کی اشاعت قاضی صاحب کے دور صدارت میں ہوئی اور نہ صرف اس کا اردو ایڈیشن منظر عام آیا بلکہ اس کا انگریزی ایڈیشن بھی شائع ہوا تاکہ وکلاء و ججز اور قانون دانوں کا حلقہ اس سے مستفید ہوسکے اور قوانین اسلامی کا مطالعہ ان کے لئے آسان ہوسکے۔ اس کتاب میں مولانا قاضی مجاہد الاسلام صاحب قاسمیؒ کا قیمتی پیش لفظ بھی درج ہے جس میں وہ لکھتے ہیں۔

"یہ مجموعہ اس طرح مرتب کیا گیا ہے کہ اس میں قانون نکاح، قانون طلاق، قانون ظہار، قانون ایلاء قانون خلع، قانون فسخ و تفریق، قانون عدت، قانون ثبوت نسبت اور اس کے بعد قانون ہبہ، قانون وراثت اور قانون وقف کا ذکر کیا گیا ہے اس طرح مجموعہ مسلم پرسنل لاء سے متعلق جملہ ابواب کو حاوی ہے۔ جو کسی بھی عدالت، ججز، وکلاء اور علماء کے سامنے بروقت حوالہ اور استفادہ کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ قاضی صاحب مزید لکھتے ہیں۔

متن کتاب میں قوانین کو دفعہ وار مرتب طور پر بیان کیا گیا ہے۔ اور کہیں ضروری ہوا تو تشریح کے عنوان سے اہم پہلوؤں کو واضح کردیا گیا، تاکہ اہل تحقیق کو سہولت ہو۔

اس طرح غیر معمولی محنت کے بعد یہ مجموعہ تیار ہوا۔ اس میں مسائل کی تحقیق اور تعبیرات و نون میں مناسب ترین الفاظ۔ اور عبارتوں کا انتخاب نیز عمدہ ترتیب کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔

بلاشبہ یہ مجموعہ تمام اصحاب علم، قانون دانوں، علم فقہ سے دلچسپی رکھنے والوں کے لئے خصوصاً اور عام مسلمانوں کے لئے عموماً ایک بیش قیمت تحفہ ہے۔

یقین ہے کہ مسلمان اس "مجموعۂ قوانین اسلامی سے خاطر خواہ فائدہ اٹھاکر شریعت اسلامی کے مطابق زندگی گزاریں گے۔

نام کتاب: شارع حقیقی
تالیف: مولانا حبیب الرحمٰن اعظمیؒ
صفحات: ۸۰ قیمت درج نہیں
ملنے کا پتہ: مرکز تحقیقات و خدمات علیہ مرقاۃ العلوم پوسٹ بکس ۱ مؤناتھ بھنجن ۲۷۵۱۰۱ (یو۔پی)

یہ کتاب محدث جلیل حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی رحمۃ اللہ علیہ کی دینی و مذہبی غیرت و حمیت کی زندہ جاوید یادگار ہے۔ جس میں انھوں نے دلائل کے ساتھ مسلک حق کی حمایت و وضاحت اور بدعت و ضلالت کا ابطال کیا ہے۔

انشاء اللہ تعالیٰ اس کتاب سے مسلمانوں کو فائدہ ہوگا۔ اور بہت سے لوگ غلط روی و غلط فہمی سے بچ جائیں گے۔

• نام کتاب: حسنِ ادب اور اس کی اہمیت
تصنیف: مولانا حبیب الرحمٰن اعظمیؒ
صفحات: ۳۴، قیمت ۱۶/- روپئے
ملنے کا پتہ:۔ مرقاۃ العلوم پوسٹ بکس ۱ مؤناتھ بھنجن
علمائے سلف کے اقوال اور ان کے اخلاق و عادات کا ایک خوبصورت اور بیش قیمت مجموعہ تزئین و تہذیب اخلاق کی تعلیم کے لئے اہم، مفید اور مؤثر رسالہ طلباء مدارس کو بطور خاص اس کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔

• نام کتاب: اہل دل کی دل آویز باتیں
مصنف: مولانا حبیب الرحمٰن اعظمیؒ
صفحات: ۵۵، قیمت درج نہیں
ملنے کا پتہ:۔ مرقاۃ العلوم پوسٹ بکس ۱ مؤناتھ بھنجن ۲۷۵۱۰۱ (یو۔پی)
اولیاء کرام اور اہل اللہ کے چھوٹے چھوٹے اور مختصر سبق آموز اور بصیرت افروز واقعات کا بہترین مجموعہ۔ قلب و روح کو جلا بخشنے والی کتاب جو عوام و خواص سب کے لئے مفید اور مؤثر ہے۔

• نام کتاب:۔ ترغیب الصلوٰۃ
تالیف: مولانا عبد الغفار صاحب مدنیؒ
صفحات: ۴۰، قیمت درج نہیں،
ملنے کا پتہ:۔ مرقاۃ العلوم پوسٹ بکس ۱ مؤناتھ بھنجن
زیر نظر کتاب میں مولانا عبد الغفار صاحبؒ نے نماز کی فضیلت و اہمیت، وضوء و غسل و تیمم کے فرائض، سنتیں و مستحبات، عورتوں کے مخصوص مسائل، تجہیز و تکفین کے طریقے، اور داڑھی کی شرعی حیثیت کا تذکرہ بڑے اختصار اور جامعیت کے ساتھ کیا ہے۔
یہ کتاب سب کے لئے مفید اور قابل مطالعہ ہے۔

• نام کتاب: فقہی جواہر
مصنف: مولانا عمر فاروق (لندن)
صفحات: ۷۵، سائز ۲۲ × ۱۸/۸، خوبصورت ٹائٹل، قیمت درج نہیں،
ملنے کا پتہ:۔ کتب خانہ نعیمیہ دیوبند سہارنپور ۲۴۷۵۵۴
پیش نظر کتاب عقیقہ کی شرعی حیثیت، اکابر کے فوٹو کی حقیقت ذبائح اہل کتاب، طلاق کا شرعی حکم، سورج گہن وغیرہ جیسے موضوعات پر مفید فقہی مقالات کا مجموعہ ہے جس میں پیش آمدہ مسائل کا حل شریعت کی روشنی میں عام فہم انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔
کتاب کے آخر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ ولادت اور تاریخ وفات پر دو قیمتی مضامین بھی شامل ہیں۔
امید ہے کہ یہ کتاب قدر کی نگاہ سے دیکھی جائیگی،

• نام کتاب: کرنیں
مؤلف: انیس الرحمٰن صدیقی
صفحات: ۶۳، قیمت ۱۲/- روپئے سائز ۱۸×۲۲/۸
ملنے کا پتہ:۔ مکتبہ ندویہ پوسٹ بکس ۹۳ ندوۃ العلماء لکھنؤ۔
پیش نظر کتاب میں زندگی کے مختلف گوشوں سے متعلق مفید معلومات کو یکجا کرنے اور دینیات اخلاقیات اور تاریخ و تمدن کے صفحات پر بکھرے ہوئے موتیوں کو چن کر جمع کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔
کتاب اپنے مواد، دلچسپ معلومات اور انمول باتوں کی وجہ سے نصیحت آمیز ہے اور مختصر ہونے کی وجہ سے اٹھتے بیٹھتے اس کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے
لیکن پروف ریڈنگ میں بہت سی غلطیاں رہ گئی ہیں جنہیں آئندہ ایڈیشن میں درست کرنے کی ضرورت ہے۔

مجھے دنیا سے کیا مطلب مدرسہ ہے وطن اپنا
مریں گے ہم کتابوں پر ورق ہوگا کفن اپنا

مدرسے انسانیت کیلئے شفاخانے ہیں

یہ مدارس فی الاصل شفاخانے ہیں جہاں بیمار انسانیت کی شفا کا اہتمام ہوتا ہے۔ اگر یہ مدارس نہ رہے تو ملک کا زبردست نقصان ہوگا۔ وہ لوگ جو دینی مدرسوں کو بیکار سمجھتے ہیں یا ان کے وجود سے خوف زدہ ہیں انکو معلوم ہو جائے کہ مدرسے ملک و قوم اور انسانیت کیلئے سرمایۂ افتخار ہیں تو یہ مخالفت سے باز آجائیں۔
ہمارا فرض ہے کہ مدارس کی افادیت و ضرورت سے لوگوں کو آگاہ کریں۔
(حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسنی ندویؒ)

گذار و رب کی اطاعت میں زندگی اپنی

• قمر رام نگری

خزاں کو چاہو اگر موسمِ بہار کرو
عمل جو نیک ہیں اب ان کو اختیار کرو
تہائے حال پہ خود ہی خدا کو رحم آجائے
گذار و رب کی اطاعت میں زندگی اپنی
جو ہو چکے ہیں گنہ ان سے کر لو اب توبہ
ہے راہ قرآں کی بہتر تمام راہوں سے
خدا کا خوف گناہوں کی ڈھال بن جائے
نہیں گر آج تو کل ہوں گی رحمتیں نازل
یہی ہے راہِ سعادت یہی ہے راہ فلاح
خدا جو روٹھ گیا ہے اسے منانا ہے
جہاں میں پھیلا ہے اسلام خلقِ حسنہ سے
یہی ہے سنتِ نبویؐ شعارِ مصطفویؐ
قیام امن و اماں ہو تمہارا نصب العین
مشتعل ہو نہ لو اشتعال سے تم کام
کسی پہ ڈھاؤ نہ ظلم و ستم خدا سے ڈرو
وقار صبر و تحمل ہے فطرتِ مومن
جو بے قصور تمہیں کوئی مارنے آئے
نہیں ہے مومن و مسلم کا بزدلی شیوہ
جو کامیابی ملے گی تو نصرتِ رب سے

خدا سے اپنے تعلق کو استوار کرو
بدی کے کاموں سے خود کو نہ شرمسار کرو
کرو دعائیں لجاجت سے بار بار کرو
قبائے زیست عبث یوں نہ تار تار کرو
نہ یوں گناہوں سے دامن کو داغدار کرو
اب اس پہ چلنے کی تم سعی صد ہزار کرو
شعارِ زیست کو توبہ سے ہمکنار کرو
نزول رحمت و نصرت کا انتظار کرو
رسول پاکؐ کے اسوہ کو اختیار کرو
پڑھو نمازیں پڑھو توبہ بار بار کرو
بھلا جو چاہو اسے تم بھی اختیار کرو
کہ دشمنوں سے بھی تم اپنے پیار کرو
نہ تم فساد کرو اور نہ لوٹ مار کرو
سنی سنائی خبر پر نہ اعتبار کرو
نہ گھر جلاؤ کسی کا نہ انتشار کرو
نہ بے قرار ہو خود اور نہ بے قرار کرو
لگاؤ نعرۂ تکبیر بڑھ کے وار کرو
بہادری سے لڑو اور جاں نثار کرو
کبھی نہ قوتِ بازو پہ انحصار کرو

ہے تم پہ فرض کہ پہنچاؤ دین غیروں تک
قمر اب اس کے لئے مال و زر نثار کرو

مسلمانوں کے حقوق

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے کو بدگمانی سے بچاؤ کہ گمان سب سے جھوٹی بات ہے اور کسی کی مخفی حالت کی کرید مت کرو نہ اچھی حالت کی زبردستی کی اور نہ دھوکہ دے کر کسی چیز کا دام بڑھاؤ اور نہ آپس میں حسد کرو نہ بغض رکھو اور نہ پیٹھ پیچھے غیبت کرو اور اے اللہ کے بندو سب بھائی بھائی ہو کر رہو اور ایک روایت میں ہے نہ ایک دوسرے پر رشک کرو۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کے حقوق مسلمان پر چھ ہیں۔ (اس وقت انہی چھ کے ذکر کا موقع تھا)۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ وہ کیا ہیں۔ آپ نے فرمایا جب اس سے ملنا ہو اس کو سلام کرو اور جب وہ تجھ کو دعوت دے تو قبول کرو۔ اور جب تجھ سے خیر خواہی چاہے تو اس کی خیر خواہی کرو۔ اور جب چھینک آئے اور الحمد للہ کہے تو یرحمک اللہ کہو۔ اور جب بیمار ہو جائے اس کی عیادت کرو اور جب مر جائے اس کے جنازہ کے ساتھ جاؤ (مسلم)

حضرت صدیق اکبرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص ملعون ہے جو کسی مسلمان کو ضرر پہنچائے یا اس کے ساتھ فریب کرے۔ (ترمذی)

(بقیہ)
آخرت سے غفلت

حکم الٰہی کے آگے سر جھکا دینا اور اس پر خوش بلکہ مست و بیخود رہنا، مادہ پرستوں کو نظر نہ آئے، اور خواہ تقویٰ کے راستہ میں ظاہراً نفس کشی، صبر اور دشواری و قربانی نظر آتی ہو۔